

عظمتِ مصطفیٰ ﷺ



تاج الدہلی حضرت رئیس الحقیقین شیخ الاسلام

علامہ سید محمد سعید مدنی اشرفی جیلانی رَحْمَہُ اللہُ عَلَیْہِ

تہذیبِ قریش، محسنِ نبی انصاری شرفی

شیخ الاسلام اکبر الہمی (جیلڈ)

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 منگلپورہ حیدرآباد

﴿ بے نگاہ کرم تاجدار اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین امام المتکلمین محدث کبیر
مفتی اعظم شہزادہ حضور غوث الثقلین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

عنوان: عظمتِ مصطفیٰ ﷺ

خطاب: تاجدار اہلسنت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ
تلخیص و تحشیہ: محمد یحییٰ انصاری اشرفی

نوٹ: کتاب میں جہاں بھی آپ کو ستارے (☆☆☆☆☆☆) ملیں

سمجھ لیں کہ وہاں مرتب کی تشریح و اضافت ہے

تصحیح و نظر ثانی: خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی

ناشر: شیخ الاسلام اکیڈمی حیدر آباد (دکن)

اشاعت اول: دسمبر ۲۰۰۵

تعداد: ۵۰۰۰ (پانچ ہزار)

قیمت: 20 روپیئے

محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصانیف

حقیقتِ توحید: اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کو قرآن و حدیث اور علماء ائمہ کے

ارشادات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ ولاتل توحید اور شفاعت، شانِ کبریائی اور مصب

رسالت، ربوبیت عامہ اور خاصہ صفات الہی، عقیدہ توحید اور جشن میلاد النبی ﷺ، عبادت اور تعظیم

عبادت اور استعانت وحدت و توحید بشریت و عہدیت مصطفیٰ ﷺ..... اس کتاب کے موضوعات ہیں

عہدیتِ مصطفیٰ ﷺ: اللہ تبارک و تعالیٰ نے سید عالم حضور نبی کریم ﷺ کو جن

کمالات و امتیازات سے نوازا، ان میں سب سے بڑا امتیاز و کمال عہدیت کاملہ کا مقام ہے۔ کتاب

میں نہایت مستند و مدلل انداز میں قرآن و حدیث کی روشنی میں حضور رحمۃ اللعالمین سید المرسلین نبی کریم خیر

البشر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی شانِ عہدیت، حقیقت مقام عہدیت، مقام عہدیت و رسالت، شان

عہدیت و محبوبیت، حضور ﷺ کی خلقت اور عبادت میں اولیت کو بیان کیا گیا ہے۔

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدر آباد

فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۷	کن لوگوں کے اعمال چھینے جائیں گے	۵	عظمتِ مصطفیٰ ﷺ
۲۸	نبی تمیم کا وفد بارگاہِ رسالت میں	۵	سیرت کی تعریف
۲۹	حضور ﷺ کی دعوتِ عام	۵	انسان اور جانور میں فرق
۲۹	صحابہ کرام کا طریقہ مخاطب	۶	مومن اور کافر کی سیرت
۳۰	اپنی طرح بشر کون کہے؟	۸	جلسہ سیرت النبی ﷺ کیا ہے؟
۳۲	بارگاہِ نبی ﷺ میں آنے سے پہلے صدقہ دو۔	۹	بارگاہِ نبوت کی عظمت
۳۳	فرشتوں نے غسل دیا	۱۲	مخاطب صرف اہل ایمان کیوں؟
۳۴	نماز کی حالت میں دوڑ پڑو	۱۳	تقدم کی صورتیں
۳۵	قرآن نے کسے مردہ کہا؟	۱۶	بارگاہِ سیدنا صدیق میں
۳۷	حضور ﷺ زندگی بخشتے ہیں	۱۷	صحابہ کرام اور تعظیم
۳۹	بے ادبوں کی فہرست	۱۹	قیامِ تعظیسی اور دست بوسی
۴۲	کیا سنی علماء گالی دیتے ہیں؟	۲۰	کمالِ ادب
۴۳	ابولہب اور اس کے بیٹوں کا حشر	۲۱	تعظیمِ حدیث
۴۵	کاحبِ وحی کا حشر	۲۲	کیا رسول ﷺ بھائی ہیں؟
۴۷	ایک عاشقِ رسول کا جواب	۲۲	اپنے قانون کی تلواریں زد میں
		۲۳	نورِ مصطفیٰ ﷺ کی عمر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صَلِّ عَلَى نَبِيِّنَا صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى شَفِيعِنَا صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
مَنْ عَلَيْنَا رَبُّنَا إِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا أَيْدَهُ بِأَيْدِهِ أَيْدِنَا بِأَحْسَدَا
أَرْسَلَهُ مُبَشِّرًا أَرْسَلَهُ مُعْجِدًا صَلُّوا عَلَيْهِ دَائِمًا صَلُّوا عَلَيْهِ سَرْمَدًا
صَلِّ عَلَى نَبِيِّنَا صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سید پکارے تم ہمارے ہم جہارے
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

(حضور صحت اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہ)

خواتین اسلام کے لئے اصول تحفہ عورتوں کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا
مشکل الفاظ اور فقہی اصطلاحات کے لئے انگریزی کا استعمال
گلدستہ خواتین جس میں جدید مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے
زندگی و بندگی کے خصوصی مسائل کا خزانہ

سنی بہشتی زیور اشرفی

اعلیٰ معیار کی کتابت و طباعت کے ساتھ ان شاء اللہ بہت جلد مطبعہ عام پر آ رہی ہے

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلو پورہ - حیدر آباد

عظمت مصطفیٰ ﷺ

الحمد لله الذي جعل الافلاك والارضين والصلوة والسلام على من كان نبياً وادم بين الماء والطين وعلى آله واصحابه اجمعين . أما بعد فقد قال الله تعالى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْلِبُوا فِي سُبُلِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَأَتَقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (الحجرات/ ۱) اے ایمان والو! اللہ اور رسول پر سبقت مت کرو (وہاں آگے بڑھنے کی کوشش

مت کرو) اللہ سے ڈرو اللہ تعالیٰ تمہاری حرکتوں کو دیکھتا ہے تمہاری ہر باتوں کو سننے والا ہے۔

ادب گاہست زیر آسمان از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جیدہ و بایزید انجا بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ دوست اگر ہاؤ نہ رسیدی تمام بولہی ست ظہور نور یزدانی نمود شان ربانی خدا کا دوسرا کوئی نہ کوئی آپ کا ثانی ہمارے دین کی حقانیت کے دلوں شاہد ہیں معین الدین امیری محی الدین جیلانی بارگاہ رسالت میں درود شریف پیش فرمائیں اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا

محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ

سیرت کی تعریف : جبکہ بگے بڑے بڑے پوسٹر ملتے ہیں جلسہ سیرت النبی ﷺ.....

آخر یہ سیرت النبی ﷺ کیا ہے؟ سیرت النبی ﷺ کون بیان کرتا ہے؟ کس چیز کو ہم نبی ﷺ کی سیرت کہیں گے؟ سیرت سیر سے بنی۔ سیر کہتے ہیں چلنے کو۔ جو جس کی روش وہ اسکی سیرت۔ ایک ہے انسان کی سیرت اور ایک ہے جانوروں کی سیرت۔ مگر یہ آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ جانوروں کی سیرت ہے اور یہ انسان کی سیرت ہے۔ یہ جانوروں کی روش ہے یہ انسانوں کی روش ہے، یہ جانور کا طریقہ ہے یہ انسان کا طریقہ ہے؟ کسی روش کے متعلق آپ اسی وقت یہ کہیں گے یہ جانوروں کی روش نہیں ہے بلکہ یہ انسان کی روش ہے جبکہ آپ اس روش میں ایسی بات پائیں جو جانوروں میں نہ ہو۔

انسان اور جانور میں فرق : غور فرمائیے کہ یہ انسان بھی خود ایک حیوان ہے بہت ساری باتیں حیوانوں کی اس کے اندر ہیں۔ جانور چلتے ہیں کہ آپ بھی چلتے ہیں۔ اگر

آپ کھانے پینے کی خواہش رکھتے ہیں تو جانوروں کا بھی یہی فطری تقاضا ہے غور و فکر کرنے کے بعد آپ اس منزل پر پہنچیں گے کہ انسان میں اور حیوان میں صرف ایک درجے کا فرق ہے۔ دونوں جوہر، دونوں جسم، دونوں نامی، دونوں حساس، دونوں متحرک، دونوں کے اندر تکلیف و آسائش کا احساس۔ ہاں ایک چیز ایسی انسان کے پاس ہے جو جانوروں کے پاس نہیں ہے جس کی وجہ سے انسان کو حیوان نامق کہا گیا ہے یعنی اس کے اندر نطق باطنی یعنی عقل ہے اور نطق ظاہری یعنی گویائی ہے۔ لہذا یہ انسان اور جانوروں سے ممتاز ہے۔ اب ہم کو سمجھنا یہ ہے کہ انسان کی سیرت کیا ہے اور جانور کی سیرت کیا ہے۔ اگر ہم یہ کہیں اور کسی انسان کی یہ تعریف کریں کہ وہ چلتا ہے پھرتا ہے اٹھتا ہے وہ بیٹھتا ہے تو یہ انسان کی تعریف نہیں ہوئی یہ تو حیوان کی تعریف ہوئی۔ اس لئے کہ حیوان بھی چلتا ہے۔ یہ تم نے جس مفت کو لیا ہے یہ انسان کی کوئی مخصوص مفت نہیں ہے اگر تمہیں انسان کی تعریف کرنا ہے تو ایسی بات کہو کہ جانور انسان کے دوش بدوش نہ آ سکے۔ اگر تم انسان کی تعریف کرنا چاہو اور کہو کہ انسان کھاتا ہے تو جانور کہے گا کہ میں بھی کھاتا ہوں۔ کیا خاص بات پیدا ہوئی انسان میں۔ انسان چلتا پھرتا ہے تو میں بھی چلتا پھرتا ہوں۔ انسان کے اندر قوت احساس ہے تو میرے اندر بھی قوت احساس ہے۔ تو کیا خاص بات ہوئی انسان میں کیوں انسان اپنے کو اشرف کہہ رہا ہے۔ کیوں انسان اپنے کو اکرم کہہ رہا ہے۔ کیوں وہ اپنے کو افضل قرار دے رہا ہے۔ کون سی خاص بات ہے۔ تو اب جب ہم جانوروں کے مقابلے میں انسان کی سیرت بیان کریں گے تو یہ نہیں کہیں گے کہ یہ چلتا ہے یہ پھرتا ہے یہ کھاتا ہے یہ اٹھتا ہے یہ بیٹھتا ہے۔ ہم کہیں گے کہ یہ سمجھ دار ہے یہ عقل والا ہے یہ بوجھ والا ہے۔ یہ تمہارے اندر نہیں ہے۔ تو یہ ہوئی انسان کی سیرت۔

مومن اور کافر کی سیرت: انسانوں میں بھی بہت بڑا فرق ہے۔ ایک ہے کافر کی سیرت ایک ہے مومن کی سیرت۔ اور مومن میں بھی بڑا فرق ہے۔ ایک ہے بچے کی سیرت ایک ہے جوان کی سیرت ایک ہے بوڑھے کی سیرت اور ایک ہے نوجوان کی سیرت۔ کیا مطلب؟ مثال کے طور پر ہم نے اگر آپ سے کہا کہ ہم نے ایک انسان کو دیکھا کہ بڑے

ناسمجی کے عالم میں انکارے کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا آپ سمجھ لیں گے یہ کسی بچے کی سیرت ہوگی۔ اگر ہم نے یہ کہا کہ ہم نے ایک انسان کو دیکھا جو اپنے سامنے والے کو چیلنج کر رہا تھا اور کشتی لڑنے کے لئے تیار تھا۔ ہم سمجھ لیں گے کہ یہ کسی پہلوان کی سیرت ہے۔ ہم جس طرح کی خوبیاں بیان کریں گے اس خوبی کی روشنی میں آپ یہ سمجھیں گے یہ کس کی سیرت ہے۔ یوں ہی ہم اگر کوئی ایسی بات کریں جو کسی کے شرک کو ظاہر کرے تو آپ کہیں گے یہ کسی کافر و مشرک کی سیرت ہوگی۔ الغرض اگر تم مومن کی سیرت بیان کرنا چاہو تو وہ سیرت مومن کی سیرت نہیں بن سکتی جس میں دوسرے غیر مومن انسان بھی اُس کے شریک ہوں وہ تو انسان کی سیرت بنے گی۔ مومن کی سیرت وہی بنے گی جو اُس کے ایمان کو ظاہر کر دے۔ اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وقرضی بان تصلى علیہ مثال کے طور پر اگر میں کہوں کہ آؤ میں تمہیں مومن کی سیرت سناؤں۔ مومن وہ ہے جو سوتا ہے مومن وہ ہے جو یہ کام کرتا ہے مومن وہ ہے جو بازاروں میں ٹھہلتا ہے تو آپ کہیں گے کہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے یہ تو انسان کی سیرت ہے مومن کی نہیں ہے۔ اس میں مومن کے لئے تم نے کوئی خاص بات نکال دی ہے۔ ذرا غور تو کر دو بات سمجھ میں آگئی کہ مومن کی سیرت اور ہے۔ اور ایسے ہی دو ستون بڑھتے چلے جاؤ بڑھتے جاؤ مومن کے اوپر ایک درجہ شہید کا ہے۔ شہید کے اوپر درجہ صدیق کا ہے۔ صدیق کے اوپر درجہ نبی کا ہے۔ نبی کے اوپر درجہ رسول کا ہے۔ رسول کے اوپر درجہ اولوالعزم رسول کا ہے۔ اور اولوالعزم رسول کے اوپر درجہ حضور محمد ﷺ کا ہے۔ میں سوچ میں پڑ گیا اور میں بہت حیران رہتا ہوں کہ چہ انسان کتنا بے انصاف ہے جانوروں میں اور اُس میں صرف ایک درجہ کافر ہے یہ ناطق ہے وہ ناطق نہیں ہے ورنہ تمام درجے ہیں یہ انسان جانوروں کی طرح ہے مگر کیا ہو گیا ہے کہ یہ انسان صرف ایک درجہ کافر رکھنے کے باوجود کبھی اپنے کو جانور کی طرح نہیں کہتا ہے اور نبی ہزاروں درجہ کافر رکھ رہا ہے اس کو اپنی طرح کہتا ہے۔ اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وقرضی بان تصلى علیہ

جلسہ سیرت النبی کیا ہے؟ اب میرے رسول ﷺ کی یہ سیرت بیان کرے.....
 رسول ﷺ اُٹھتے تھے رسول ﷺ چلتے تھے، رسول ﷺ سوتے تھے رسول ﷺ نے فلاں کا بوجھ
 اُٹھا دیا، رسول ﷺ نے فلاں کا کام کر دیا، رسول ﷺ نے یہ کیا..... تو سمجھ لینا کہ یہ رسول
 ﷺ کی سیرت نہیں بیان کر رہا ہے، نبی کی سیرت نہیں بیان کر رہا ہے، وہ تو انسان کی سیرت
 بیان کر رہا ہے اس لئے کہ جو نبی ہے وہ ولی بھی ہے، صدیق بھی ہے، شہید بھی ہے، مومن بھی
 ہے، انسان بھی ہے تو جب تمام اوصاف ہے تو اسکے ہر چیز کی سیرت الگ الگ ہے۔ مثلاً محمد
 عربی ﷺ بحیثیت انسان اُن کی سیرت اور ہے، محمد عربی ﷺ بحیثیت مومن اُن کی سیرت اور
 ہے۔ محمد عربی ﷺ بحیثیت ولی اُن کی سیرت اور ہے۔ محمد عربی ﷺ بحیثیت صدیق اُن کی
 سیرت اور ہے۔ محمد عربی ﷺ بحیثیت نبی اُن کی سیرت اور ہے۔ محمد عربی ﷺ بحیثیت
 رسول اُن کی سیرت اور ہے۔ محمد عربی ﷺ بحیثیت صاحب شفاعت کبریٰ اُن کی سیرت اور
 ہے تو میں یہی کہہ رہا ہوں کہ اگر تم صرف وہ بیان کرو گے جو اور انسانوں میں پائی جائیں گی تو
 ہم سمجھ لیں گے کہ تم انسان کی سیرت بیان کر رہے ہو، نبی کی سیرت نہیں بیان کر رہے ہو۔
 تعجب کی بات ہے اعلان کیا جاتا ہے کہ یہ سیرت النبی ﷺ کا جلسہ ہے، یہ سیرت الرسول کا
 جلسہ ہے اور بات کی جاتی ہے تو انسان کی بات کی جاتی ہے۔ بات کی جاتی ہے تو بشر کی بات کی
 جاتی ہے تو پھر یہی اعلان کر دو یہ جلسہ سیرت الانسان ہے۔ اللہم صل علی سیدنا محمد
 وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وقرضی بان تصلى علیہ اگر تم نبی کی سیرت اور رسول کی
 سیرت بیان کرنا چاہتے ہو تو ایسی بات کہو جو اس نبی میں ہو دوسرے میں نہ ہو تو وہ نبی کی سیرت
 ہوگی اور دوسرے میں ہوئی تو نبی کے لئے مخصوص بات کیا رہی۔ الفرض نبی کی سیرت وہی ہے
 جو نبی میں رہے غیر نبی میں نہ رہے۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ اس طرح سیرت النبی ﷺ ہمارا
 ہی اسٹیج بیان کرتا ہے دوسرے تو اس طرح کی سیرت جانتے بھی نہیں۔ یہ علم رکھ کر چمپاتے ہیں۔
 اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وقرضی بان تصلى علیہ
 ذرا سا غور تو کرو میرے نبی کے ایک ایک عمل میں کتنی حکمتیں ہیں اور کتنی دانائی ہے یہ سمجھنے کی

بات ہے۔ ایک واقعہ میں رسول ﷺ کو (کافر مہمان کے) ایک کپڑے کو دھونا ہوا دکھا دیا۔ یہ بتاؤ یہ کپڑا دوسرا بھی دھو سکتا ہے مگر کیا بات ہے جب کافر آ کر دیکھتا ہے تو اس دھونے کو وہ دلیل نبوت سمجھتا ہے۔ وہ بھی تو سوچ سکتا ہے کہ کوئی بااخلاق انسان بھی ایسا کر سکتا ہے ایک شریف انسان سے بھی ایسا ممکن ہے۔ اس عمل کو دیکھ کر کلمہ پڑھنے کی تحریک کیوں پیدا ہوئی؟ کیا اس عمل کو دیکھ کر کے کافر کا کلمہ پڑھنا یہ نہیں بتا رہا ہے کہ اے لوگو تمہارا عمل اور ہے نبی کا عمل اور ہے۔

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ
نبی کا اٹھنا بیٹھنا دلیل نبوت ہے۔ نبی کا اٹھنا بیٹھنا معجزہ ہے۔ نبی کا اٹھنا بیٹھنا کمال ہے۔ نبی کا عمل وہ ہے کہ اگر یہ سو جائیں تو معجزہ، جاگیں تو معجزہ، بیٹھیں تو معجزہ..... اور اسی ضرورت کو محسوس کرنا تھا میرے رسول ﷺ کو کہ بیٹھے تو کہتے تھے میں بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں، کھاتے تو کہتے تھے کہ بندوں کی طرح کھاتا ہوں۔ نبی کا یہ کہنا اظہارِ عبدیت ہے کہ کہیں یہ بندے مجھے عہدہ سے اہل نہ کہیں۔ اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ

آپ نے سمجھ لیا کہ سیرت انبی کیا ہے؟ لہذا سیرت النبی ﷺ کا جلسہ اُسے کہیں گے جس میں نبی کے وہ اوصاف بیان کئے جائیں جو بحیثیت نبی ہوں اور اگر بحیثیت نبی والے اوصاف آپ نہیں بیان کر رہے ہیں تو پھر قوم کو کیوں دھوکہ دفریب دے رہے ہیں کہ سیرت النبی ﷺ کا جلسہ کر رہے ہیں۔ یقین جانو کہ سیرت النبی ﷺ کا جلسہ کرنا ہم سنیوں کا مقدر بن چکا ہے یہ کرم سر کا ﷺ کا ہم سنیوں کے اوپر ہے کہ اپنی سیرت وہ ہم سے کھلاتے ہیں یہ نہ سمجھیں گے اور نہ کہہ پائیں گے۔ اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ

بارگاہ نبوت کی عظمت: اب میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں آؤ دیکھو نبی کا مقام کیا ہے؟ نبی کی سیرت کیا ہے نبی کی عظمت کیا ہے؟ تاریخ کو پڑھنے والوں نے بہت پڑھا اور سنا ہوگا کہ نہ جانے کتنے سلطان آئے چلے گئے۔ نہ جانے کتنے حاکم ہیں جو اس وقت موجود ہیں کتنے پیدا ہوئے۔ تاریخیں کروٹیں بدلتی رہیں گی۔ تاریخیں اپنے آپ کو دھراتی رہیں گی۔ یہ سارا

سلسلہ تو چلتا رہے گا مگر اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ جو سلطان، بادشاہ، شہنشاہ آیا اس نے اپنے دربار کو خود ہی سجایا، اپنے دربار کے آداب اُس نے خود بیان کئے۔ اپنے دربار میں آنے والوں کے لئے قوانین اور ضابطوں کی فہرست خود مرتب کئے کہ اے لوگو میرے دربار میں آنا ہو تو ایسے آنا، بات کرنا ہو تو ایسے کرنا، بیٹھنا ہو تو ایسے بیٹھنا، بولنا ہو تو ایسے بولنا اور اپنے حاکموں کے اُپر لازم قرار دیا کہ میرے دربار میں آنے والوں کے لئے ان آداب کا پابند بناتے رہیں اور پھر دیکھا یہ جاتا ہے کہ وہ قانون بنانے والا جب چلا گیا تو اُس کے دربار کے آداب بھی چلے گئے، قانون بھی چلا گیا، ضابطہ بھی چلا گیا۔ اب دوسرا آیا ہر کہ آمد عمارت نو ساخت۔ دوسرے نے دوسری عمارت بنائی۔ اب ہمارے یہاں کے آداب یہ ہیں اب ہمارے یہاں کا ضابطہ یہ ہے اب ہمارے یہاں کا قانون یہ ہے۔ تو اس طرح ادب کو قانون بنانے والا بھی گیا اور اس وقت کے آداب کے قوانین بھی چلے گئے۔ الغرض جب بادشاہ اپنا قانون خود بناتا ہے تو جب وہ جاتا ہے تو اُس کا قانون بھی چلا جاتا ہے اور پھر کوئی اُس کے بنائے ہوئے قوانین کا پُرساں حال نہیں ہوتا۔ ایک بات اور بھی قابلِ غور ہے کہ انسانی بادشاہ اور انسانی حکمران جب کوئی قانون بناتا ہے تو اُس کا قانون صرف انسان پر چلتا ہے۔ آج تک تم نے نہ سنا ہوگا کہ کسی انسانی حکومت کا قانون جنوں پر چلا ہو، کسی حکومت کا قانون دریاؤں پر چلا ہو۔ کسی حکومت کا قانون پہاڑوں پر چلا ہو۔ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ انسان جب قانون بناتا ہے تو اپنے جیسے انسانوں ہی پر چلتا ہے تو اب آؤ میں تمہیں ایک دربار دکھاؤں جو بہت بڑا اور بہت پیارا دربار ہے۔ اس دھرتی کے اُپر اسی آسمان کے نیچے اسی آکاش کے تلے نہایت ہی عجیب دربار ہے کہ دربار کی کاہے قانون کوئی بنا رہا ہے۔ یہاں آؤ تو ایسے آؤ، بولو تو ایسے بولو، بیٹھو تو ایسے بیٹھو۔ دربار ہے مصطفیٰ ﷺ کا اور قانون ہے کبریا کا اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ۔

اے محبوب اپنی بارگاہ کے قوانین تم نہ بناؤ، ضابطے تم نہ بناؤ۔ یہاں کے لئے اصول تم نہ بناؤ، یہ تو میں نے اپنے ذمہ کرم میں رکھا ہے۔ ورنہ معاملہ کچھ اور ہوگا اس لئے کہ اے میرے

محبوب قانون تو تو بھی بنا سکتا ہے۔ قانون سازی کا تجھے اختیار دیا گیا ہے اور اپنی بارگاہ کے آداب تو متعین کر سکتا ہے مگر اے محبوب اگر تو بنائے گا تو پھر وہ حدیث بن کر لوگوں تک پہنچے گے اور جب اس پر صدیاں گزر جائیں گی تو راویوں کا ایسا اختلاف ہوگا، کچھ ایسا معاملہ چلے گا بعد کے ضعیف الاعتقاد بے ادب یہ کہیں گے ہم اس قانون کو نہیں مانتے، یہ تو ضعیف ہے، یہ کمزور ہے اس کا راوی ایسا ہے اس کا راوی ویسا ہے تو ادب کرنا نہ چاہیں گے تو تیرنی حدیثوں سے اُلجھیں گے، تو اے محبوب! تو خاموش رہ میں جبرئیل (علیہ السلام) کو بھیجوں گا تاکہ حدیث نہ رہے قرآن رہے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ اے محبوب ایک دوسری بات اور بھی ہے وہ یہ کہ انسان کا قانون انسان ہی پر چلے گا۔ اب یہ تو خالق کا قانون ہے ہر مخلوق پر چلے گا۔ اب یہ تیری بارگاہ کا ادب صرف انسانوں کے لئے ضروری نہیں رہ گیا بلکہ کے لئے بھی ضروری ہے پتھروں کے لئے بھی ضروری ہے۔ درختوں کے لئے بھی ضروری ہے جانوروں کے لئے بھی ضروری ہے دریا کے قطروں کے لئے بھی ضروری ہے آسمان کے ستاروں کے لئے بھی ضروری اور زمین کے ذروں کے لئے بھی ضروری اس لئے کہ یہ خالق کا قانون ہے ہر مخلوق پابند ہے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ جب حَیُّ قَیُّوْم کا قانون ہے تو اس کو کوئی کیسے مٹا سکتا ہے یہ خدا کا بنایا ہوا قانون ہے تو نہ خدا کو زوال ہے نہ اس کے قانون کو زوال۔

آج میراجی یہی چاہتا ہے کہ خدائی قانون ہو اور مصطفیٰ ﷺ کا دربار ہو اور وہاں کے آداب ہوں۔ بہت احتیاط سے بات کروں گا، قرآن کی آیت کے سوا کوئی چیز نہ کہوں ورنہ ضعیف الاعتقاد انسان ادب کرنا نہیں چاہتا تو کہتا ہے کہ یہ ضعیف ہے وہ ضعیف ہے میں سمجھ گیا کہ تو خود ہی ضعیف ہے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔ اب میں قرآن کریم کی چند آیتیں مختلف مقامات کی آپ کے سامنے عرض کروں گا ویکھو کیسے آداب بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کے بتائے گئے ہیں اور اس کے بعد میں صرف آداب ہی کا ذکر نہیں کروں گا۔ ادب کرنے والوں کو یاد دیا گیا وہ

بھی عرض کر دوں گا اور بے ادبوں کیساتھ کیا سلوک رب تبارک و تعالیٰ نے کیا اُس کا بھی ذکر ہوگا۔ اگر ہم قانون بنائیں تو جو قانون کی خلاف ورزی کرے گا اس کی سزا تو ہمیں دیں گے اور جو قانون پر چلے گا اس کو انعام بھی ہم دیں گے۔ جب قانون خدا نے بنایا ہے تو جو خلاف ورزی کرے گا اُسے سزا خدا دے گا اور جو اسکی خلاف ورزی نہ کرے گا انعام خدا دے گا۔ ادب والوں پر خدائی عنایات اور بے ادبوں پر خدائی عتاب دیکھ کر آپ بآسانی خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ باادب یا نصیب، بے ادب یا نصیب اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔

صرف اہل ایمان کیوں؟ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْلِبُوا فِي فُتُورِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ﴾ اے وہ لوگ جو ایمان لا چکے اُن (ایمان والوں) سے خطاب ہے ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ﴾ فرما کر سارے انسانوں کو نہیں پکارا۔ اے ایمان والو تم سے کہا جا رہا ہے۔ یہ رسول ﷺ کی بارگاہ کے ادب کی بات ہے۔ ایمان والا ہی تو ادب کرے گا تو اور لوگوں سے ابھی ادب کی بات مت کرو ابھی اُن سے ایمان کی بات مت کرو تم ایمان لاؤ جب ادب کا سبق سیکھو اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔ لہذا جو لوگ بے ادب ہیں ان کی طرف مخاطب بھی نہیں وہ ابھی اس خطاب سے بچے ہوئے ہیں اُن سے تو یہی خطاب ہے کہ تم پہلے ایمان لے آؤ۔ جب تم مومن ہو جاؤ گے پھر ادب کا حکم دیا جائیگا۔ دیکھو روزہ، نماز، زکوٰۃ فرض مگر حضور ﷺ نے کسی کافر سے یہ نہیں کہا تھا اَقِمُوا الصَّلَاةَ۔ وَآتُوا الزَّكَاةَ۔ اَقِمُوا الصِّيَامَ إِلَى الْيَلِّدِ کافر سے بس اتنا کہا گیا تھا قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَفْلَحُوا..... لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہو فلاح پاؤ گے۔ اور جب اُس نے کہہ لیا تو اب سب کہا جا رہا ہے اسی لئے ہم بے ادب سے نہیں کہتے ادب کرو۔ بے ادبوں سے کبھی مت کہنا کہ رسول ﷺ کا ادب کرو۔ اُن سے کہنا تو یہ کہنا پہلے ایمان لاؤ پھر ادب سیکھو اور ادب کرو۔

تو اے ایمان لانے والو! اللہ اور رسول پر سبقت مت کرو۔ وہاں آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو (یعنی اللہ اور رسول کے آگے بڑھنے کی کوشش مت کرو) اور اللہ سے ڈرو اللہ

تمہاری ہر حرکتوں کو دیکھتا ہے تمہاری ہر باتوں کو سننے والا ہے۔

معاملہ یہ تھا کہ حضور ﷺ نے ابھی قربانی نہیں فرمائی تھی کہ صحابہ کرام میں سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ جو حضور کی قربانی سے پہلے ہی قربانی کر لی اور کچھ صحابہ نے ایسا کیا کہ رمضان المبارک کا مہینہ ابھی شروع نہیں ہوا، حضور نے ابھی روزہ شروع نہیں فرمایا لیکن انھوں نے روزہ پہلے ہی سے شروع کر دیا۔ دیکھو یہ کسی برائی کے راستے پر نہیں گئے تھے۔ روزہ اچھی چیز ہے کوئی پہلے ہی سے رکھے تو حرج کیا ہے؟ قربانی تو کرنی ہے کوئی پہلے ہی کر لے تو حرج کیا ہے؟ یہ ایسی غلط روی کی توہات نہیں تھی مگر رب تعالیٰ کو یہ منظور نہیں ہوا اور فرمایا جسکا حاصل یہ ہے کہ ابھی میرے محبوب ﷺ نے قربانی نہیں کی ہے تو نے پہلے کیسے کرنی۔ مطلب یہ ہے ارے ناداں کسی اور بات میں ہم تجھے کیا بڑھنے دیں گے عبادت میں بھی بڑھنے نہ دیں گے۔ تو کس بات میں کیا سبقت لے جایگا اگر تو میرے رسول ﷺ سے پہلے روزہ رکھے گا تو تیرا روزہ بیکار ہو جایگا۔ اگر میرے رسول ﷺ سے پہلے تو نے قربانی کر دی تو یہ قربانی مقبول نہیں ہوگی۔ یہاں پر رسول ﷺ سے سبقت کی بات تھی مگر خدا نے کہا جو رسول ﷺ سے سبقت کر رہا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ سے سبقت کر رہا ہے رسول ﷺ سے جو بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تو اے ایمان والو ایسی بے ادبی نہ کرو۔ یہ ادب کے خلاف بات ہے کہ جس کام میں رسول ﷺ ہاتھ نہ لگائیں اس میں تم خود سے ہاتھ لگا دو۔ رسول اللہ ﷺ نے یہی تو کہا ہے ﴿فَاتَّبِعُونِي﴾ میرے پیچھے پیچھے آؤ تو پیچھے پیچھے آنے والا پہلے کام نہیں کیا کرتا۔ سرکارِ مدینہ ﷺ اگر زمین پر چل رہے ہوں تو چلنے میں بھی سبقت مت کرو۔

☆☆☆☆☆

ادب کا قانون یہی ہے کہ جس رسول پر ہم اگر زمین پر سبقت کر کے چلیں تو معیوب ہو جائے رسول سے پہلے روزہ رکھ لیں تو معیوب ہو جائے رسول سے پہلے قربانی کر لیں تو معیوب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آدابِ تعلیم فرمائے ہیں کہ تم قولِ یا فاضل یا حکم میں حضور نبی کریم ﷺ سے پیش دستی نہ کرو۔ ادب کرو یہ رسول کی بارگاہ ہے یہاں تمہیں آگے بڑھنے نہیں دیا جائے گا۔۔۔ بانی دارالعلوم دیوبند محمد قاسم نانوتوی کو یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئی کہ نبی امتی سے صرف علوم

ہی میں متاثر ہوتے ہیں، رہ گیا عمل، تو بے ادقات بظاہر امتی بنی کے مساوی ہوتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں' (تخذیر الناس)

جبریل امین جینن سے جگاتے ہیں آپ کو کس درجہ احترام ہے میرے حضور کا
اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو! ایمان کا سب سے پہلا تقاضہ اور اس کی
اول ترین تعلیم ادب و احترام ہے کہ بے ادب و گستاخ غلام اپنی انتہائی اطاعت گزاری کے باوجود
بھی رائدہ درگاہ ہو جاتا ہے جس کی نظیر انسان کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی قائم کر دی گئی، کہ
شیطان کی اطاعت شعاری، اس کے علم اور کمال میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا، لیکن اپنی ان تمام
خوبیوں کے باوجود صرف ایک بے ادبی اور گستاخی نے اس کو رائدہ درگاہ کر دیا۔ اس کے تمام
اعمال اکارت و ضائع ہو گئے، رجم و ملعون قرار پایا ﴿قَالَ فَاخْرِجْ مِنْهَا فَانَكَ رَجِيمٌ﴾ اللہ
نے فرمایا: (اے بے ادب) یہاں سے نکل جا، تو مردود ہے ﴿وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ السَّيُّمَ﴾
الدین کے اور بلاشبہ تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔

شیطان میں اتانیت تھی، تکبر و غرور تھا، جس نے اُسے بے ادبی اور گستاخی کا مجرم بنایا، اور اس جرم
کی سزا اللہ رب العزت کی طرف سے رجم و ملعون قرار دیا جانا مقرر ہوئی۔ پس اللہ یہ گوارا نہیں
فرماتا کہ اس کے بندے بے ادب و گستاخ بنیں، شرف انسانیت کی بقا اسی میں ہے کہ انسان اللہ
کا ادب و احترام کرے کیونکہ وہ اللہ کا بندہ ہے اور رسول کا ادب و احترام کرے کیونکہ اللہ نے
اسے رسول کا غلام بنایا ہے۔ رسول ہی تو بندگی کے طریقہ سکھاتا ہے، پس اس کے احترام کے بغیر
اللہ کے احترام کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ و رسول کے احترام کے لئے پہلا حکم یہ ہے کہ کسی
معاملہ میں اللہ و رسول سے آگے نہ بڑھو، یعنی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو، اتباع و پیروی کرو،
اپنی مرضی اور خواہش پر عمل نہ کرو۔ یہی تو بندگی ہے یہی تو غلامی ہے اور یہی ذریعہ فوز و فلاح ہے۔

تقدم کی صورتیں : تقدم یعنی اللہ و رسول سے آگے بڑھنے کی دو صورتیں ہیں جو ممنوع قرار دی
گئی ہیں۔ پہلی صورت یہ کہ اللہ و رسول کے احکام سے آگے نہ بڑھو، زندگی کے ہر معاملہ کا فیصلہ کرنے
سے پہلے اللہ و رسول کے حکم پر غور کرو۔ مسلمانوں کو اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اللہ و رسول
کے احکام کی پابندی اختیار کرنا چاہئے، چاہے وہ انفرادی معاملات ہوں یا اجتماعی۔ چاہے ان کا
تعلق عبادات سے، سیاست و حکومت سے، یا عائلی و تجارتی امور سے ہو۔ مسلمان دنیا کے کسی

بھی حصہ اور گوشہ میں آباد ہوں اور وہ کسی بھی دور سے گزر رہے ہوں، بہر حال وہ پابند ہیں کہ اپنی زندگی کے کسی معاملہ میں مرضی اور عقل کا عمل و دخل نہ ہونے دیں بلکہ صرف اور صرف اللہ و رسول کے احکام پر عمل اختیار کریں، کہ ان کا دین مکمل ہے ہر موقع اور ہر جگہ اور ہر دور کے لئے اس میں رہنمائی موجود ہے۔ بس ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ اپنے دین کی تعلیم حاصل کریں، حسب ضرورت اُسے جانیں اور سیکھیں اور جن معاملات میں انہیں علم دین حاصل نہ ہو اُن کے لئے وہ اپنے قوانین گڑھنے نہ بیٹھ جائیں اور اپنی مرضی و عقل کو دین پر مسلط کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ اپنی کم علمی اور جہالت کا اعتراف کرتے ہوئے اہل علم کی خدمات حاصل کریں اور اُن سے مدد لیں کہ یہی حکم الہی ہے فرمایا گیا ﴿فَسَلُّوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون﴾ (سورہ نحل) پس دریافت کرو اہل علم سے اگر تم خود نہیں جانتے۔

ممنوعہ تقدیم کی دوسری صورت عملی ہے۔ ظاہر ہے جس کا ابتدائی تعلق رسول مکرّم ﷺ کی ذات مقدسہ سے ہے کہ آپ سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کوئی عمل کرنے اور کوئی اقدام کرنے کی ممانعت کر دی گئی، لہذا صحابہ کرام کی یہ حالت تھی کہ جب حضور ﷺ اُن کے ساتھ چلتے ہوئے تو کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ آپ سے آگے چلے۔ جب آپ مجلس میں رونق افروز ہوتے تو کسی کی ہمت نہ تھی کہ گفتگو میں پہل کرے، جب حضور ﷺ شریک طعام ہوتے تو کوئی آپ سے پہلے نوالہ نہ توڑ سکتا تھا، یہی عمل اور دوسرے اعمال میں تھا۔

معلم کامل ﷺ نے اسی ادب و احترام کی تعظیم ہم غلاموں کو دی اور وضاحت سے بتایا کہ اہل علم اور دیگر قابل احترام شخصیات پر تقدیم نہ کرو، اُن سے پہلے کوئی کام نہ کرو۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اپنے ایک صحابی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چلتے دیکھا، تو انہیں روکا اور فرمایا یہ کیا تم ایسے شخص کے آگے چل رہے ہو جو دنیا و آخرت میں تم سے بہتر ہے۔ دنیا میں سورج کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو انبیاء کے بعد ابوبکر سے بہتر اور افضل ہو۔

اے اللہ تقدیم کے جرم سے ہماری حفاظت فرما اور اپنی اطاعت، اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع و پیروی کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

بارگاہِ سیدنا صدیق میں : اس قانون کو لے کر بارگاہِ صدیق میں پہنچا کہ اے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ بھرت کی آپ کی پیاری ادا ہمیں یاد آئی کہ آپ دائیں ہیں کبھی آپ بائیں ہیں کبھی آپ آگے ہیں کبھی آپ پیچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْصُرُوا بَيْنَكُمْ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (اے ایمان والو! اللہ اور رسول پر سبقت مت کرو وہاں آگے بڑھنے کی کوشش مت کرو) یہ آگے آگے آپ کیوں چل رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ سے سبقت مت کیجئے زمین میں بھی چلنے میں سبقت مت کیجئے۔ تو جواب ملے گا..... نادان ! تو نہیں جانتا میں جو آگے بڑھ رہا ہوں وہ سبقت کرنے کیلئے نہیں بڑھ رہا ہوں یہ بھی میری غلامی کی ایک ادا ہے کہ جب مجھے یہ خیال آتا ہے کہ کہیں دائیں سے کوئی تیر نہ پھینک دے تو میں دابھے آجاتا ہوں۔ جب مجھے خیال آتا ہے کہ کہیں کوئی پیچھے سے تیر نہ لگا دے تو میں پیچھے آجاتا ہوں۔ جب خیال آتا ہے کہ کہیں کوئی بائیں سے تیر نہ پھینک دے تو میں بائیں آجاتا ہوں جب خیال آتا ہے کہ کہیں کوئی آگے سے تیر نہ پھینک دے تو میں آگے آجاتا ہوں۔ میں آگے نہیں چل رہا ہوں میں تو اپنی شمع کے گرد قفس کر رہا ہوں اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ۔

☆☆☆☆☆

بارگاہِ رسالت ﷺ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ادب بھی ملاحظہ فرمائیں رسول اللہ ﷺ نے بیتِ رضوان کے موقع پر مقامِ حدیبیہ میں قیام فرمایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا پیغام دے کر مکہ معظمہ بھیجا۔ اُس وقت حدیبیہ میں مسلمان کہنے لگے کہ عثمان خوش نصیب ہے جس نے بیت اللہ کا طواف کر لیا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے کہ میرا گمان ہے کہ عثمان ہمارے بغیر طواف کعبہ نہ کریں گے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو مسلمانوں نے اُن سے کہا کہ آپ خوش نصیب ہیں کہ بیت اللہ کا طواف کر لیا۔ اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم نے میری نسبت گمان بد کیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں وہاں ایک سال ٹھہرا رہتا اور حضور ﷺ حدیبیہ میں ہوتے تو میں آپ کے بغیر طواف نہ کرتا۔ قریش نے مجھ سے کہا تھا کہ طواف کر لو مگر میں نے انکار کر دیا تھا (زاد المعاد لابن قیم)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ادب قابلِ غور ہے کہ کفار مکہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ تم بیت اللہ کا طواف کر لو مگر آپ جواب دیتے ہیں کہ مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اپنے آقاؐ کے نامہ ازار ﷺ کے بغیر اکیلا طواف کروں۔ ادھر جب مسلمانوں نے کہا کہ خوشحال عثمان کا کہ ان کو خانہ کعبہ کا طواف نصیب ہوا تو رسول اللہ ﷺ یہ سن کر فرماتے ہیں کہ عثمان بغیر ہمارے ایسا نہیں کر سکتا۔ آقاؐ ہو تو ایسا خادم ہو تو ایسا۔

صحابہ کرام اور تعظیم :

صاحب ایمان کو چاہیے کہ اپنے دل میں تعظیم رسول کا جذبہ بیدار کرے ورنہ ہر چیز بے معنی ہو جائے گی۔ صحابہ عظام علیہم الرضوان کے نزدیک یہ جذبہ بہت ہی اہمیت کا حامل تھا۔ بخاری کتاب الشرح میں روایت ہے کہ عروہ بن مسعود بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اس نے اصحاب رسول کو فور سے دیکھا کہ جب بھی سرکار ابد قرار ﷺ تھوکتے تو وہ لعابِ دہن کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر آتا جس کو وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا۔ جب آپ کسی بات کا حکم دیتے تو اس کی فوراً تعمیل کی جاتی۔ جب آپ وضو فرماتے تو لوگ آپ کے مستعمل پانی کو حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ ہر ایک کی لگن ہوتی کہ یہ پانی میں حاصل کروں۔ جب لوگ آپ کی بارگاہ میں گفتگو کرتے تو اپنی آوازوں کو پست رکھتے اور عایتِ تعظیم کے باعث آپ کی طرف نظر جما کر نہ دیکھتے۔ اس کے بعد عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور کہنے لگا:

اے میری قوم! اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا۔ میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں حاضر ہوا مگر اللہ کی قسم! میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اس طرح تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم۔ جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا لعابِ دہن کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے۔ جب وہ حکم دیتے ہیں تو فوراً تعمیل ہوتی ہے۔ جب وضو کرتے ہیں تو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ لوگ وضو کا مستعمل پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ وہ لوگ اُن کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور تعظیم کے باعث اپنی آنکھیں نیچی رکھتے ہیں۔

آخر یہ کون سی مقدس ہستیاں ہیں جو محبوبِ خدا تاجدارِ دین ﷺ کے حضور اس قدر نیاز مندی

کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ یہ وہی مقدس ہستیاں ہیں جن کے ہر قول و فعل کو قرآن نے ہر مسلمان کے لئے اولین معیار قرار دیا ہے اور جن کو اپنی دائمی رضامندی کا حژوہ جاں فزائیا ہے۔ یہ صحابہ کرام ہیں۔ قرآن مجید اُن کی زبان میں نازل ہوا اور اُن لوگوں نے قرآن کریم کو خود صاحب قرآن سے پڑھا۔ اُن سے زیادہ قرآن مجید کو کون سمجھ سکتا تھا؟ یہ صحابہ کرام بھی ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ کی آیت تلاوت کرتے تھے مگر کبھی ان صحابہ کرام نے حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر نہیں سمجھا۔ اگر صحابہ کرام حضور ﷺ کو اپنے ہی جیسا ایک بشر سمجھتے تو آپ کے لعابِ دہن اور وضو کے دھون کو لوٹ لوٹ کر اپنی آنکھوں اور چہروں پر نہ ملتے اور ایسی تعظیم و تکریم نہ کرتے کہ شاہانِ عجم کے درباری بھی اپنے بادشاہوں کی ایسی تعظیم نہیں کر سکتے تھے۔

حضور ﷺ کے فضلات مبارکہ کو صحابہ کرام طیب و طاہر سمجھتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حقیقت کو جان گئے تھے کہ حضور ﷺ کا جسم مبارک عام لوگوں کے اجسام کے مثل نہیں ہے۔ وہ سراپا طاہر اور مطہر ہے اور اس میں وہ برکت اور فضیلت رکھی ہوئی ہے کہ کسی دوسرے جسم میں نہیں۔ چنانچہ وہ فضلات مبارکہ بابرکت سمجھتے تھے اور پی جاتے تھے کیونکہ اُن کا عقیدہ تھا کہ اُن کو اپنے باطن میں پھپھانا باعثِ ترقی و روحانیت ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے ہیں جب آپ واپس آتے ہیں تو میں اندر جاتی ہوں۔ مجھے وہاں اور تو کچھ نظر نہیں آتا مگر یہ کہ وہاں سے کستوری کی سی خوشبو آتی ہے فرمایا۔ اِنَّا مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ تَنَبَّتْ اَجْسَادُنَا عَلٰی اَرْوَاحِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمَا خَرَجَ مِنْهَا مِنْ شَيْءٍ اسْتَلْعَتْهُ الْاَرْضُ (زر قانی، خصائص الکبریٰ) ہم پیغمبروں کے وجودِ بَشَرِیّ کی صفات کی وجہ سے پیدا کئے جاتے ہیں (یعنی جنتیوں کی روحوں میں جو لطافت و پاکیزگی اور خوشبو ہوتی ہے) وہ ہمارے جسموں میں ہوتی ہے اس لئے ہمارا بول و براز اور پسینہ وغیرہ خوشبودار ہوتا ہے اور جس جگہ پر پڑتا ہے اُسے مطہر کر دیتا ہے) اور ان سے جو کچھ نکلتا ہے اُسے زمین اپنے اندر حلول کر لیتی ہے۔

روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ منسوب ہر چیز کا احترام کرنا جزو ایمان سمجھتے تھے۔ وہ لعابِ دہن ہو یا وضو کا پانی، اُن کے قریب دُنیا جہان کی دولتوں سے زیادہ محبوب تھا اس لئے کہ وہ اُن کے محبوب کے ساتھ نسبت رکھتا تھا۔

حضرت امین سرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے کچھ موئے مبارک ہیں۔ ہم نے انہیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے اہل خانہ سے حاصل کیا ہے۔ عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر ان بالوں میں سے مجھے ایک بال بھی مل جائے احب الی من الدنیا وما فیہا تو وہ بال مجھے دنیا و ما فیہا سے زیادہ عزیز ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا سر انور منڈوا یا تو حضرت ابوطحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے بال محفوظ کر لئے (بخاری کتاب الوضو)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ حجرہ عقبہ میں نٹکریاں پھینک کر اپنے مکان پر تشریف لائے۔ پھر آپ نے جام کو نکالیا اور سر مبارک کے ذہنی طرف کے بال منڈائے اور ابوطحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر عطا فرمائے۔ پھر حضور ﷺ نے بائیں طرف کے بال منڈائے اور ابوطحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر عطا فرمائے۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا 'یہ تمام بال لوگوں میں تقسیم کر دو' (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، سیرت رسول عربی)

اسی طرح مسلم شریف میں ہے کہ حضور ﷺ ہال بنوا رہے تھے۔ صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھ کر کھڑے تھے۔ یہ سب چاہتے تھے کہ آپ کا جو بال مبارک گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔

قیام تعظیمی اور دست بوسی: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ سیدۃ النساء کاملہ زہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ تعظیم کے لئے کھڑی ہو جاتیں فلاخذت بیدہ و قبلتہ واجلسنہ فی مجلسہا اور وہ آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر چومتیں اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتیں اور جب سیدہ آستانہ رسالت ماب پر حاضر ہوتیں واخذت بیدہا و قبلہا واجلسہا فی مجلسہ، تو آپ بھی ان کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے (ابوداؤد، مشکوٰۃ، مدارج النبوة)

حضرت وازع بن حار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر ہم اس سے پہلے آپ کو نہیں پہچانتے تھے۔ کسی نے کہا 'یہ اللہ کے رسول جلوہ گر ہیں۔ فلاخذنا بیدہ ورجلیہ فقبلنہما تو ہم نے حضور ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کو پکڑ کر بوسہ دیا (الاذب المفرد) مطوم ہوا کہ سرکار دو جہاں ﷺ کی تعظیم و تکریم کرنا صحابہ کی سنت ہے اور آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دینا بھی صحابہ کی سنت ہے۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ جب روضہ پاک پر صلوٰۃ و سلام کے لئے حاضر ہو تو ہاتھ باندھ کر ایسے کھڑے ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ (عالمگیری باب زیارت قبر النبی کتاب الحج)۔

کمال ادب : حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ کا قیام حضرت ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر رہا۔ حضور ﷺ مکان کے نچلے حصے میں ٹھہرے اور حضرت ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اہل و عیال اُپر والے حصے میں رہے۔ ایک رات ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ مکان کے نچلے حصے میں رہتے ہیں اور ہم اُپر چلے پھرتے ہیں۔ یہ سوچ کر رات ایک کونے میں ہو کر بسر کی۔ صبح ہوئی تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ آقا! میں اس چھت پر نہیں رہنا چاہتا ہوں جس کے نیچے آپ موجود ہوں۔ بہر حال اُن کی گزارش پر حضور نبی کریم ﷺ نے اُپر والے حصے میں رہائش اختیار فرمائی۔ پھر حضرت ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جگہ سے کھانا کھاتے جس جگہ پر حضور ﷺ کی انگلیاں لگی ہوتیں (مشکوٰۃ بخاری، سیرت رسول عربی)

اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام سب کے سب باادب تھے مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں یہ خوبی خصوصیت سے تھی کیونکہ ان میں وصف حیاء جو منشاء ادب ہے سب سے زیادہ تھا۔ آپ نے جب سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اپنا دایاں ہاتھ بھی اپنی شرمگاہ پر نہ رکھا۔

ایک روز رسول اللہ ﷺ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملے۔ اُن کو غسل کی حاجت تھی۔ اُن کا بیان ہے کہ میں پیچھے ہٹ گیا پھر غسل کر کے حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ مومن غسل نہیں ہوتا (ترمذی)

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر جس طرح آپ کی حیات دنیوی میں واجب تھی اسی طرح وفات شریف کے بعد بھی واجب ہے۔ سلف و خلف کا یہی طریقہ رہا ہے۔

حضور ﷺ کے منبر شریف کے تین درجے تھے حضور ﷺ سب سے اُپر کے درجے پر بیٹھے اور درمیانی درجہ پر اپنے پاؤں مبارک رکھتے۔ حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہد خلافت میں پاس ادب و درمیانی درجہ پر کھڑے ہوتے اور جب بیٹھے تو پاؤں سب سے نیچے کے درجے پر رکھتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں سب سے نیچے کے درجے پر کھڑے ہوتے اور جب بیٹھے تو پاؤں زمین پر رکھتے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی

ﷺ کے پہلے چھ سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح کرتے رہے پھر رسول اللہ ﷺ کے جلوس کی جگہ پر چڑھے (دقاء الوقاء)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال شریف کے بعد جب آپ کا ذکر آتا تو صحابہ کرام خشوع و انکسار ظاہر کیا کرتے۔ اُن کے بدن پر روکتے کھڑے ہو جاتے اور وہ حضور ﷺ کے فراق اور اشتیاق زیارت میں رویا کرتے۔ یہی حال بہت سے تابعین کا تھا (شفاء شریف)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں کبھی گھوڑے پر سوار نہ ہوتے تھے اور حدود مدینہ منورہ میں بعض حضرات پامختار نہ لے کر نہ بیٹھتے تھے اس تعظیم کا کوئی ثبوت نہیں ملتا نہ صحابہ سے اور نہ ہی تابعین سے مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا جذبہ دل ہے اور کوئی بھی اس کو منع نہیں فرماتا۔

روح البیان میں لکھا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے غلام ایاز کے لڑکے کا نام محمد تھا۔ سلطان محمود غزنوی اُس کا نام ادب سے لے کر پٹکار رہے تھے۔ ایک بار کہا کہ اے ایاز کے لڑکے یہاں آنا ایاز نے عرض کیا کہ حضور آج کیا قصور ہوا کہ آپ نے اس کا نام نہ لیا فرمایا کہ میں اُس وقت بے وضو تھا اور یہ نام پاک میں بغیر وضو نہیں لیتا۔

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

تعظیم حدیث: حضور ﷺ کی تعظیم میں سے ایک امر یہ ہے کہ آپ کی حدیث شریف کی تعظیم کی جائے۔ حدیث شریف کے پڑھنے یا سننے کے لئے غسل اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔ جب لوگ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس طلب علم کے لئے آتے تو خادمہ دولتخانہ سے نکل کر اُن سے دریافت کیا کرتی کہ حدیث شریف کے لئے آئے ہو یا مسائل فقہیہ کے لئے۔ اگر وہ کہتے کہ ہم حدیث کے لئے آئے ہیں تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ غسل کر کے خوشبو لگاتے پھر تہدیل لباس کر کے نکلتے۔ آپ کے لئے ایک تخت بچھایا جاتا جس پر بیٹھ کر آپ روایت حدیث کرتے۔ اثنائے روایت میں مجلس میں مود جلا یا جاتا۔ یہ تخت صرف روایت حدیث کے لئے رکھا ہوا تھا۔ جب امام موصوف سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اس طرح رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تعظیم کروں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا آپ ہم سے حدیثیں بیان کر رہے تھے۔ اثنائے قراءت میں آپ کو ایک بچھو نے سولہ مرتبہ ڈنگ مارا۔ آپ کا رنگ زرد ہو رہا تھا مگر آپ نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو قطع نہ کیا۔ جب آپ روایت حدیث سے فارغ ہوئے اور سامعین چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ میں نے آج آپ سے ایک عجیب بات دیکھی ہے۔ فرمایا ہاں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی عظمت و احترام کے لئے مبرا کیا۔ (مواہب لدنیہ و فہام شریف)

☆☆☆☆☆

کیا رسول ﷺ بھائی ہیں؟ ایک تو ہے برابری کے لئے آگے بڑھنا اور اس کے لئے کوشش کرنا۔ برابری کے لئے آگے بڑھنے کے لئے بڑا پروگرام بنایا جاتا ہے۔ ایک صاحب (اسامیل دہلوی) نے پروگرام بنایا کہ رسول ﷺ کو اپنے برابر کیا جائے تو انہوں نے قوم سے پہلے یہ بات منوانے کی کوشش کی کہ نبی انسان ہے۔ یہ تو ہمارا بھی عقیدہ ہے جو نبی کو انسان نہ کہے وہ کافر۔ اتنا منوالیا اور کہا کہ ہم بھی انسان ہے اور سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ دیکھئے کتنی شائستگی اور کتنے اچھے انداز کے ساتھ فرما گئے کہ سارے انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اب بات اور آگے بڑھ رہی ہے کہ جب سارے انسان بھائی بھائی ہیں تو ہم بھی انسان اور نبی بھی انسان۔ یہ کہہ کر انہوں نے ہاتھ میں آپ کا دامن پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ ہمارے نبی ہمارے بھائی۔

مگر قرآن بھی کیا پیاری بات کہتا ہے ﴿يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ﴾ یہ خدا کو اور مومنین کو فریب دینا چاہتے ہیں مگر یہ خود اپنے کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ (یہ نہ خدا کو فریب دے سکتے ہیں نہ مومنین کو فریب دے سکتے ہیں یہ خود دھوکے میں ہیں فریب میں ہیں)

اپنے قانون کی تلوار کی زوڈ میں: قانون بہت خطرناک چیز ہوتی ہے قانون کی تلوار جس کی گردن پر رکھو جل جائیگی۔ قانون اپنے پرانے کو نہیں دیکھتا ایسا قانون مت بناؤ

جو تمہارے لئے خطرے کا سبب بن جائے یہ قانون تمہاری کتاب کا لکھا ہوا ہے۔ قانون ہے کہ تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اب بتاؤ یہ فرعون کون تھا؟ یہ نرود کون تھا؟ یہ شداد و ہامان کون تھے؟ یہ ابوجہل اور ابولہب کون تھے؟ یہ عتبہ اور شیبہ کون تھے؟ یہ انسان ہیں اور اسے قانون بنانے والے مولوی صاحب آپ بھی تو انسان ہیں۔ اب تو یہ طے ہے کہ قانون بنانے والے (اسامیل و ہلوی) کا پورا طبقہ اور ان کی برادری انسان۔ یہ ابوجہل اور ابولہب، عتبہ اور شیبہ، ولید ابن مغیرہ و نرود یہ بھی انسان اب اپنا قانون لے آؤ سب انسان آپس میں بھائی بھائی۔ ارے تو نے کتنا غضب کیا کہ جس قانون سے تو نے رسول ﷺ کو اپنا بھائی بنانا چاہا اسی قانون سے تو ابوجہل کا بھائی بن گیا، اسی قانون سے فرعون و نرود کا بھائی بن گیا۔ یہ لوگ خدا کو اور مومنین کو فریب دینا چاہتے ہیں مگر یہ خود دھوکہ کھا گئے۔

ایسی بے دقونی کی بات ہی کیوں کرتے ہو ایسا قانون ہی کیوں بناتے ہیں۔ قانون کی تلوار تو اپنے پرانے کو نہیں دیکھتی جو بنائے گا اس پر بھی چل جائے گی مثال کے طور پر چوری کے خلاف قانون آپ بناؤ اور خود ہی چوری کرو تو سزا پاؤ گے کہ نہیں؟ تو وہ تو بات ہی ایسی ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْلَبُوا ظُفُرَكُمْ يَدِي اللَّهِ وَرَسُولُهُ﴾ اللہ اور رسول پر سبقت کرنے کی جرات مت کرو۔ یہ کیسے کلمہ پڑھنے والے ہیں؟ یہ کیسے رسول ﷺ کے ماننے والے ہیں۔ کیا یہ ادب کا قانون ان کی نظر میں نہیں آیا جس رسول ﷺ پر ہم اگر زمین پر سبقت کر کے چلیں تو معتبہ ہو جائے عبادت میں سبقت کریں تو معتبہ ہو جائے رسول ﷺ سے پہلے روزہ رکھ لیں تو معتبہ ہو جائے رسول ﷺ سے پہلے قربانی کر لیں تو معتبہ ہو جائے اور (بانی دارالعلوم دیوبند محمد قاسم نانوتوی) تمہیں (اپنی کتاب تحذیر الناس میں) یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئی کہ نبی امتی سے صرف علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں رہ گیا عمل تو بسا اوقات بظاہر امتی نبی کے برابر بھی ہو جاتا ہے بلکہ بڑھ بھی جاتا ہے۔

(مولوی قاسم نانوتوی) نے حساب و کتاب لگایا ہو گا کہ نبی ﷺ کی عمر شریف ترسٹھ سال کی اور ہم ہجرت سال کے۔ لہذا نبی نے صرف ترسٹھ سال روزہ رکھا، ہم نے ہجرت سال روزہ رکھا۔ نبی ﷺ نے صرف ترسٹھ سال نماز پڑھی، اور ہم نے ہجرت سال نماز پڑھی تو ہم تو بڑھ گئے۔

میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ تم اپنے پچھتر سال نہیں بلکہ دیر ۷۰ سال والا سجدہ اکٹھا کر لو اور اپنا ہی سجدہ نہیں بلکہ سارے انسانوں کا سجدہ اکٹھا کر لو! اگر سجدے کی کمی تمہارے پاس ملے تو تم سب سے زیادہ سجدہ کرنے والے سے بھی مانگ لینا۔ ملائکہ مقررین کے سجدوں کو اکٹھا کر لو! ساری کائنات کی عبادتوں کو اکٹھا کر لو اور اکٹھا کر کے ایک پہلے میں رکھو اور بتاؤ کیا وہ رسول عربی ﷺ کے ایک سجدہ کے برابر ہو سکتا ہے اور جب تم سب مل کر ایک سجدہ کے برابر نہیں ہو سکتے تو ترسٹھ سال والی عبادت سے بڑھو گے کیسے؟

نور مصطفیٰ ﷺ کی عمر! برابری اور بڑھائی مقبولیت، قربت اور منزلت کی ہوتی ہے۔ میرے رسول ﷺ کے ایک سجدہ کو جو مقام حاصل ہے وہ اتنے سجدوں کو نہیں حاصل ہے۔ اب بتاؤ جب سب مل کر ایک سجدہ کے برابر نہیں پہنچتے تو اگر تجھے تھا کر لیا جائے تو تو کہاں پہنچے گا۔ ترسٹھ سال یہ رسول اللہ ﷺ کی بشریت کی عمر ہے نور مصطفیٰ کی عمر کا اندازہ لگاؤ۔ روح البیان، سیرت حلبیہ، جواہر البحار کے علاوہ کئی کتابوں میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبریل! تمہاری عمر کتنی ہے؟ عرض کی حضور اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب میں ہر ستر ہزار برس بعد ایک ستارہ چمکتا تھا اس کو میں نے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے رب کے عزت و جلال کی قسم انا ذلک الکوکب وہ ستارہ میں ہی تھا۔ سب سے پہلی مخلوق حضور ﷺ کا نور ہے۔ رسول ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں مگر آج بھی حق ہیں۔ آج بھی باحیات ہیں۔ آج بھی عمر کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔

بارگاہ رسالت ﷺ کے آداب : سورۃ حجرات میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کا ضابطہ اخلاق مرتب کیا گیا ہے۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک عارضہ تھا جس کی وجہ سے وہ اونچا سنتے تھے اور جو لوگ اونچا سنتے ہیں وہ اونچا بولتے بھی ہیں۔ بیماروں پر کوئی گرفت و پکڑ نہیں ہوتی، بیمار معذور ہوتا ہے مجرم نہیں ہوتا۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوتے تو بات کرنے میں آواز اونچی ہو جاتی تھی۔ مہلار ب تعالیٰ کو یہ کب منظور تھا کہ کوئی میرے

حبیب کے حضور میں بلند آواز سے گفتگو کرے، ادب کا قانون آگیا۔ ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبی کی آواز سے اور اُن کے حضور چلا کر بات نہ کرو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔

آواز قنطری چیز ہوتی ہے۔ کسی کی آواز اونچی اور کسی کی زوردار ہوتی ہے مگر جو فطری چیز ہے اس پر بھی کنٹرول کرنے کا حکم ہے تم بڑی آواز والے ہو مگر نبی کی بارگاہ میں اپنی زبان کو پست رکھنا اور اپنی آواز کو بھی نبی کی آواز پر بلند نہ ہونے دینا۔ نبی کو ایسا نہ پکارنا جیسا تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال چھین جائیں اور تمہیں احساس بھی نہ ہو۔

☆☆☆☆☆

سبحان اللہ! کیسا ادب سکھایا کہ اس بارگاہ میں حاضری دینے والوں کو زور سے بولنے کی بھی اجازت نہیں، حضرت قیس رضی اللہ عنہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بوجہ خوف بارگاہ نبوت حاضر نہ ہوئے۔ حضور ﷺ نے ایک روز دریافت فرمایا کہ کچھ روز سے قیس نہیں آئے لوگوں نے حضرت قیس کے گھر جا کر غیر حاضری کا سبب پوچھا، فرمانے لگے میں جہنمی ہو گیا کیونکہ میری آواز اونچی ہے اور آیت کریمہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ یہ ماجرا بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا گیا تو فرمایا کہ وہ جنتی ہیں یعنی اب تک جو ہو گیا وہ معاف ہے۔ حضور ﷺ نے انہیں پیغام بھیجا تو وہ حاضر ہوئے، آپ نے خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا: يَا قَابِطُ اَلْاَرْضِ اِنْ تَعِيشَ حَمِيدًا اَوْ تَقْتُلَ شَهِيدًا وَتَدْخُلَ الْجَنَّةَ اے قَابِطُ کیا تم پسند کرتے ہو اس بات کو کہ تم عزت والی زندگی گزارو گے اور تم شہادت پاؤ گے اور جنت میں جاؤ گے۔ انھوں نے عرض کیا ہاں، کیوں نہیں۔ میں اپنے رب کی عطاؤں پر برا خوش ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد جنتی زندگی گزارنے والے لوگ ان کی بڑی عزت کیا کرتے تھے اور جب دنیا سے کوچ کر جانے کا وقت آیا تو میلہ کذاب سے جہاد کرتے ہوئے شہادت کا جام نوش کیا اور پھر حضور ﷺ کی خوشخبری کے مطابق سیدھے جنت میں گئے (ضیاء النبی)

جب سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما اس قدر آہستہ بولنے لگے کہ خود حضور ﷺ کو کئی بار پوچھا پڑتا تھا کہ کیا کہتے ہو اس کے باوجود ان ادب والوں نے اپنے انداز کو نہیں بدلا۔ رسول کی بارگاہ میں بہت ہی دیرے دیرے گفتگو کرتے رہے۔۔۔ صحابہ کرام میں سے کتنے تو ایسے تھے کہ منہ میں کنکریاں رکھ کر بولتے تھے تاکہ آواز بلند نہ ہونے پائے کیوں؟ اس لئے کہ اگر نبی کی آواز پر آواز بلند ہوگئی تو اعمال چھین جانے کا اندیشہ ہے۔ اس پر آیت نازل فرمادی گئی ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ یہ لوگ جو حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنی آواز پست کرتے ہیں اپنی فطری آواز کو دہاتے ہیں جس کو ابھارنے کی طاقت ہے اس کو دبا رہے ہیں۔ جس کو بڑھانے کی استعداد ہے اس کو دبا رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقوے کے لئے چُن لیا ہے۔

جو لوگ رسول کی بارگاہ میں اپنی آواز کو پست کرتے ہیں ادب سے پیش آتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقوے کے لئے چُن لیا ہے۔ ادب والوں کے دلوں میں ہی اللہ تعالیٰ نے تقویٰ رکھا ہے۔۔۔ بے ادبوں کو وہ تقویٰ نہیں دے گا۔ تقوے کے بعد مغفرت بھی ہے اور اجر عظیم بھی ہے۔

یہ ضابطہ اخلاق حضور ﷺ کی حیات ظاہری تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک موجود ہے۔ آج بھی بارگاہ رسالت کے وہی آداب و ضوابط ہیں جو دو صحابہ میں ہوا کرتے تھے۔

سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری۔ میں نے ادھر دیکھا تو وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ کہا جاؤ اور ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ میں ان دونوں کے پاس گیا اور ان سے پوچھا تم کون ہو کہاں سے آ رہے ہو؟ بولے طائف کے باشندے ہیں۔ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَا وَجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تم اس شہر کے باشندے ہو تو میں تمہیں سزا دیتا تم محبوب خدا ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔ (بخاری)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی حیات ظاہری کے بعد بھی آپ کی بارگاہ کا ادب کرنا سنت صحابہ کرام ہے اور اہل مدینہ کا شعار ہے۔

مشہور ہے کہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے اموی خلیفہ منصور کو تختی سے ٹوک دیا تھا جو مسجد نبوی میں بلند آواز سے گفتگو کر رہا تھا۔ تکریم نبی کا ایک یہ بھی تقاضا ہے کہ سرکارِ کونین ﷺ کو عامیانہ القاب جیسا کہ بشر محض سے یاد نہ کیا جائے۔ ارشاد باری ہے: ﴿لَا تَجْعَلُوا أَعْيَانَ الرُّسُولِ يَتَّبِعُكُمْ كَذَعًا بَغْضًا﴾ رسول اللہ ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو (النور)

☆☆☆☆☆

کن لوگوں کے اعمال چھینے جائیں گے : یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ اعمال چھین جائیں اور احساس نہ ہو۔ فرض کر لو کہ میرے مکان پر کچھ تجوریاں ہیں جسکے اندر بہت سے مال و اسباب رکھے ہوئے ہیں اور اسکے بعد وہاں سے چوری بھی ہو گیا جس کی مجھ کو خبر نہیں مجھے احساس نہیں۔ جب مجھے خبر نہیں تو میں تو یہی سمجھوں گا کہ میں بہت دولت اور سرمائے والا ہوں۔ اور اگر مجھے اس کا علم ہو گیا ہوتا کہ وہ چیز نکل گئی تو میں دوبارہ بھرنے کی کوشش کرتا۔ مگر میں مطمئن ہوں کہ تجوریاں بھری ہیں اور ادھر معاملہ خالی ہے اس لئے کہ نکل جانے کا مجھے احساس و شعور نہیں ہے۔ تو احساس چھین لیا اور ہم اپنے کورئیس سمجھے ہوئے ہیں مگر جب کھولنے کی ضرورت ہوگی تو ہم سے بڑھ کر محتاج کوئی نہ ہوگا ہمارے پاس کچھ نہ ہوگا۔

رب تعالیٰ نے فرمایا: اے رسول ﷺ کے بے ادب! ہم تم سے عمل کرائیں گے، ہم تم سے نماز بھی پڑھائیں گے، روزہ بھی رکھوائیں گے، حج بھی کروائیں گے، زکوٰۃ بھی دلانیں گے، اعمال خیر و خیرات بھی کرائیں گے اور تم اپنی سمجھ سے تجوری بھرتے جاؤ گے اور ادھر میں مٹاتا چلا جاؤں گا مگر مٹنے کا احساس تمہیں نہیں دیا جائے گا اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ

ایسی بات تھوڑے ہی ہے کہ کام نہ کراؤں اور سزا دوں۔ کام بھی کراؤں گا اور کچھ دوں گا بھی نہیں۔ ہاں سب سے کراؤں گا خوب نماز پڑھو گے، خوب ادھر ادھر کلی دوڑو گے، خوب قریہ قریہ جاؤ گے، خوب بستی بستی گھومو گے تمہیں خوب پریشان کراؤں گا، خوب تمہیں گھماؤں گا کہ تم رسول ﷺ کے بے ادب ہو، اور تم سمجھو گے کہ تمہارے پاس چارج ہیں اور اتنے ہزار عجمہ ہیں

اور اتنے ہزار روزے ہیں اور اتنے اعمال خیر و خیرات ہیں راہ خداوندی میں اتنے ہزار قدم میں کھل چکا ہوں مگر یہ سب کا سب تمہارا عمل بے سود ہوگا اور قیامت میں تم سے زیادہ محتاج کوئی نہ ہوگا۔ اگر رب تبارک و تعالیٰ اُن کو احساس دے دیتا کہ تمہارا عمل اکارت ہو رہا ہے تو پھر بھرنے کی کوشش کرتے، صحیح بنانے کی کوشش کرتے مگر رب تعالیٰ نے یہ سزا دی ہے کہ تم سے کام کر انہیں گے اور تمہیں بھی احساس رہے گا کہ ہم بہت کام والے ہیں مگر میں تمہارے اعمال چھین لوں گا تمہیں شعور نہ ہوگا اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔ کتنی بڑی سزا ہے یہ جہاں اعمال والی عاملۃ ناصبہ تصلی ناراحمۃ عمل بھی کریں گے مشقت بھی اٹھائیں گے اور نتیجہ ہوگا کہ بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دئے جائیں گے۔

بنی تمیم کا وفد بارگاہ رسالت میں: قبیلہ بنی تمیم سے کچھ لوگ بارگاہ رسالت میں دوپہر کے وقت آئے تھے اور حضور ﷺ کے دروازے پر حاضر ہو کر آپ کو پکارنا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔ رب تعالیٰ کو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں یہ بے ادبی اور عام لوگوں جیسا رویہ ناگوار ہوا یہ پکارنا پسند نہیں آیا فوراً ادب کا ایک قانون آگیا ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَنَالُونَكَ مِنْ ذَوِّ الْخُجَرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾ (الحجرات) اے محبوب ﷺ! بیشک جو لوگ آپ کو پکارتے ہیں حجروں کے باہر سے اُن میں سے اکثر ناسمجھ ہیں ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ اے محبوب ﷺ اگر وہ صبر کر لیتے یہاں تک کہ آپ خود ہی باہر تشریف لے آتے تو یہ اُن کے لئے بہتر ہوتا، یعنی اُن کی بے عقلی و حماقت ظاہر نہ ہو پاتی۔ (ادب یہ نہیں ہے پکارؤ ادب یہ ہے کہ کھڑے رہو) یہاں پکارنے کی بھی اجازت نہیں۔ پکارا اُسے جاتا ہے جو بے خبر ہو جگایا اُسے جاتا ہے جو بے حس ہو آواز اُسے دی جاتی ہے جسے اطلاع نہ ہو۔ جو رسول (ﷺ) عرش کی بات مانتا ہے کیا اپنے دروازہ سے بے خبر ہوگا؟ جو لوح محفوظ کو پڑھ پڑھ کر سنا رہا ہے پھر وہ نہیں جانے گا کہ ہمارے دروازہ پہ کون کھڑا ہے لہذا بے خبر کو پکارنا تو کوئی بات نہیں مگر خبر والے کے

یہاں چلانا ہے ادبی ہے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ۔

ادب کا پست زیر آسمان از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید انجاء حضور ﷺ کی دعوت طعام! حضور ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے جب عقد فرمایا تو ولیمہ کی ایک عام دعوت فرمائی۔ صحابہ کرام تھوڑی تھوڑی تعداد میں آتے تھے اور کھانے سے فراغت کے بعد چلے جاتے تھے مگر تین آدمی کھانے کے بعد بیٹھ گئے اور بیٹھ کر باتوں میں جی بہلانے لگے اور بہت دیر تک بیٹھے رہے۔ حضور ﷺ کو کچھ دشواری محسوس ہوئی مگر کرم کریمانہ کی وجہ سے اُن سے نہ فرمایا کہ چلے جاؤ۔ اُن حضرات کو یہ محسوس نہ ہوا بھلا رب تعالیٰ کو یہ کب پسند تھا کہ کوئی زیادہ بیٹھ کر ملال کا سبب بنے، حضرت جبرئیل علیہ السلام ادب کا قانون لے کر آ گئے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاطِرٍ إِنَّهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا مُسْتَأْذِنِينَ لِحَدِيثٍ﴾ (الاحزاب) اے ایمان والو نبی کے گھر میں بلا اجازت مت داخل ہو اور اگر نبی دعوت کے لئے بلائیں بھی تو پہلے ہی سے جا کر انتظار نہ کرو بلکہ جب بلائیں تو جاؤ جب کھا چکو تو نکل جاؤ اور وہاں باتوں میں دل نہ بہلاؤ۔ کیوں اسلئے کہ ﴿إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ﴾ بیشک تمہاری ان حرکتوں سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے خود تم سے حیا کرتے ہیں اور اللہ حق بیان کرنے میں حیا نہیں کرتا۔

صحابہ کرام کا طریقہ : صحابہ کا طریقہ یہ تھا کہ جب حضور ﷺ کچھ ارشاد فرماتے اور وہ سمجھ نہ پاتے یا سن نہ پاسے تو عرض کرتے رَاعِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ اے اللہ کے رسول ہماری رعایت فرمائی جائے، اس کا مطلب یہ تھا کہ دوبارہ ارشاد فرمائیں۔ یہودیوں کو موقع مل گیا، یہودیوں کی زبانت میں یہ لفظ راعنا گالی و گستاخی کے لئے تھا، انہوں نے یہی لفظ دوسرے معنی کی نیت سے بولنا شروع کر دیا اور دل میں خوش ہوئے کہ ہم کو بارگاہ رسالت میں بکواس بکنے کا موقع مل گیا۔ وہ بھییدوں کا جاننے والا اور نیتوں سے واقف رب ہے اس کو یہ

کیسے پسند ہو سکتا تھا کہ کسی کو میرے محبوب کی جناب میں گستاخی کا موقع ملے، آیت کریمہ آئی ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا زَاعِنًا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا﴾ اے ایمان والو راعنا نہ کہنا بلکہ یوں عرض کر لیا کرو کہ ﴿انظُرْنَا﴾ یعنی رسول اللہ ہم پر نظر رکھیں۔ معلوم ہوا کہ یہ بارگاہ ایسے ادب کی جگہ ہے جہاں ایسے لفظ بولنے کی بھی گنجائش نہیں جس سے کسی دشمن کو بدگوئی کا موقع مل جائے۔ جب تک یہودیوں نے اس لفظ کا استعمال شروع نہیں کیا تھا صحابہ کرام یہ لفظ استعمال فرماتے رہے اور کوئی روک ٹوک بھی نہیں آئی، مگر جب یہودیوں نے غلط استعمال شروع کر دیا تو آیت کریمہ نازل ہو گئی۔

اپنی طرح بشر کون کہے؟ صحابہ کرام راعنا نری نیت سے نہیں کہتے تھے اگر نری نیت سے کہتے تو کافر ہو جاتے۔ انہیں صرف اس لئے روکا گیا کہ یہ لفظ کافر بھی کہنے لگے تھے۔ تمہاری نیت صحیح ہو مگر اگر وہی کافر بھی بول سکتے تو ایسا لفظ مت بولو۔ اب ہم تمہاری نیت نہ دیکھیں گے۔ ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ کی روشنی میں کہو کہ رسول ﷺ ہماری طرح ہیں۔ اور اس میں تمہاری کوئی نری نیت بھی نہ ہو بلکہ نیت بڑی اچھی ہو، مگر ماننا ہوگا کہ یہ وہ بولی ہے جو کافر بھی توہین کی نیت سے بولتے رہے۔ تمہاری نیت توہین کی نہ سہی، تمہاری نیت تعظیم کی سہی، تمہاری نیت تو قیر کی سہی، مگر جب کافر اُسے توہین کی نیت سے بولا رہا تو اب ایسا لفظ بھی بولنا حرام ہو گیا جیسے راعنا کہنا حرام ہو گیا۔ صحابہ کرام کی نیت نری نہ تھی مگر جب یہودیوں نے بولنا شروع کیا تو اب بولنا حرام ہو گیا۔ تم جھوٹے ہو جو کہتے ہو کہ ہماری نیت نری نہیں۔ ارے نادانو! اگر نری نیت نہ ہوتی تو فضائل کی آیت چھوڑ کے اسی پر کیوں ٹہرتے۔ تمہاری نری نیت کی سزا یہ ملی کہ جس آیت کے مخاطب کفار و مشرکین تھے اُن میں خود شامل ہو گئے ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ اے محبوب ﷺ تم کہہ دو کہ ہم تمہاری طرح بشر ہیں۔ کس سے کہہ دو؟ کافروں سے۔ غور کیجئے گا کفار مخاطب ہیں اس کے کہ اے محبوب تم کافروں سے کہو کہ ہم تمہاری طرح ہیں۔ کیا صدیق اکبر سے کہوں؟ نہیں۔ فاروق اعظم سے کہوں؟ نہیں۔ اُن سے مت کہو جو مان پکے ہیں۔ رسول ﷺ کے مخاطب کفار و مشرکین تھے۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ اس آیت کے مخاطب ہم ہیں تو کدھر گئے۔ چلے تھے رسول ﷺ کو اپنی طرح بنانے کے لئے، لیکن خود ابو جہل کی طرح بن گئے۔

☆☆☆☆☆

بد قسمتی سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو رسالت پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر حضور اکرم ﷺ کو ایک عام انسان کی حیثیت سے دیکھتے ہیں رسول کریم ﷺ کے مرتبہ و مقام اور منصب کا کوئی خیال بھی نہیں کرتے اور حضور ﷺ کے زمانہ کے کفار کی طرح ﴿مَآئِدًا إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا﴾ ہم تو تم کو اپنے جیسا بشر ہی دیکھتے ہیں، کا باطل نعر لگاتے ہیں۔ کفار تو کہا کرتے تھے ﴿مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾ نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر، نبی کو بشر اور مٹی کہنے والا سب سے پہلے ابلیس (شیطان) ہے ﴿قَالَ لَمْ أَكُنْ لَاسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ﴾ میں گوارہ نہیں کرتا کہ سجدہ کروں اس بشر کو جسے تو نے پیدا کیا، بجنے والی مٹی سے ﴿أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ﴾۔ ابلیس نے کہا میں آدم سے بہتر ہوں مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا آج بھی یہی ابلیس باطل نعرے مختلف جماعتوں کی جانب سے لگائے جا رہے ہیں۔

اور آیت مبارکہ ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ﴾ کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ جیسے نبی اور غیر نبی میں صرف وحی کا فرق ہے باقی تمام اوصاف میں وہ عام انسانوں کے برابر ہیں۔ نبی اخلاقی، روحانی، دماغی، قلبی، علمی، عملی حیثیت سے عہدہ ہو کر انسانوں سے بہت بلند اور علانیہ ممتاز ہوتا ہے۔ نبی امر، نہی، مزک، حاکم، نور ہادی، شارع اور داعی الی اللہ ہوتا ہے۔ نبی کی ذات کو اللہ تعالیٰ کائنات کے لئے روشنی کا مینار بناتا ہے اور نبی کا قول، عمل، سیرت و کردار، دین اور شریعت قرار پاتے ہیں۔ وحی والے اور بے وحی والے انسانوں میں خود وحی اور عدم وحی کے سینکڑوں لوازم و خصائص اور اوصاف کا فرق پیدا ہوتا ہے۔ جب صحابہ کرام بھی حضور ﷺ کے اجارے میں کئی کئی دن متصل نفلی روزے رکھنے لگے تو آپ نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا ایکم مثلی تم میں کون میرے مثل ہے؟ یطعمنی ویسقنی (بخاری) میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ تو کیا عام انسانوں کو بھی یہ روحانی غذا اور روحانی سیرابی میسر آتی ہے؟ اور کیا وحی کے علاوہ دوسری حیثیتوں سے بھی ملکیت کی اس میں نفی نہیں ہے؟

نہی کی حالت میں نبی کے قلب اطہر اور اس کے احساسات کا غافل نہ ہونا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہے لیکن دل نہیں سوتا۔ کیا یہی کیفیت عام انسانوں کے دل کی بھی ہے؟

لوگوں کو نماز کی صفوں کو درست رکھنے کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں بخدا تمہارے رکوع و سجود اور خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں ہیں کیا عام انسانوں کی قوت بصارت کا یہی عالم ہے؟ جبکہ کتاب مجید میں فرمایا: ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ مَا حَفِيَ لَقَدْ ذَايَ مِنْ آيَاتٍ ذِي الْقُرُونِ﴾ (انجم/ ۷۱) (حضور ﷺ کی نگاہیں نہ ٹھہری ہوئی اور نہ بڑھی (نہیں جھپکی) بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں) کیا اسی شان سے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا مشاہدہ کسی اور آنکھ کو حاصل ہوا؟

☆☆☆☆☆

بارگاہِ نبی ﷺ میں آنے سے پہلے: حضور ﷺ کی بارگاہ میں جو رئیس و مالدار صحابہ کرام تھے وہ بارگاہِ رسول ﷺ میں حاضر ہوتے تھے بڑی دیر دیر تک مسئلے پوچھتے رہتے تھے اور اپنی گفتگو کا سلسلہ اتنا دراز کر دیتے تھے کہ فقراء مسلمین کو کچھ عرض کرنے کا موقع ہی نہ ملتا تھا۔ یہ دیر تک بیٹھنا رب تبارک و تعالیٰ کو پسند نہ آیا اس بارگاہ کی اہمیت اور ادب میں ایک آیت اتری ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقُلُوا قَوْلًا يَكُنْ لَكُمْ صَدَقَةٌ﴾ (البقرہ) اے ایمان والو! تم رسول ﷺ سے کچھ پوچھنا چاہو کچھ معروضہ پیش کرنا چاہو تو اس معروضہ کو پیش کرنے سے پہلے کچھ صدقہ کرو۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دس مسئلہ پوچھا تھا تو دس بار صدقہ کیا تھا پھر یہ آیت ختم ہو گئی یعنی وجوب ختم ہو گیا۔ استحباب باقی رہا تو اے ایمان والو! جب تم پیسہ خرچ کر کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں آؤ گے تو کچھ وزن محسوس کرو گے یہ آسان نہیں ہے کہ جب تک چاہے بیٹھے رہو اس لئے کہ آدمی کو جب کوئی چیز مفت میں ہاتھ آتی ہے تو وہ بے وزن محسوس ہوا کرتی ہے اس لئے انتظام کیا گیا۔ بعد میں امت کی ضرورت کے لئے یہ حکم اٹھا دیا گیا وجوب اٹھا دیا گیا مگر شروع میں مقام رسالت کو دکھانے کے لئے قرآن میں یہ آیت تو آگئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے یہاں بلاتا ہے تو کہتا ہے صرف

وضو کر کے آؤ اور رسول ﷺ کے یہاں آؤ تو صدقہ کر کے آؤ۔ اس سے دو فائدے حاصل ہوئے۔ ایک یہ کہ پابندی لگانے سے غریب مسلمانوں کو بھی بارگاہ میں کچھ عرض کرنے کا موقع مل جائے گا دوسرے یہ کہ دل میں اس بارگاہ کا ادب بیٹھ جائے گا جو چیز کچھ خرچ اور محنت سے حاصل ہو اس کی وقعت ہوتی ہے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔ ایک بات اور بھی سمجھ میں آئی کہ ہر چاہنے والا یہ چاہتا ہے کہ اپنے محبوب کا گھر اپنے گھر کے قریب ہو تو یہ کیا بات ہوئی کہ رب تعالیٰ نے اپنے گھر (خانہ کعبہ) کو مکہ معظمہ میں رکھا اور محبوب ﷺ کو مدینہ منورہ پہونچا دیا۔ اگر رسول ﷺ کا گنبد خضریٰ مکہ معظمہ میں ہوتا تو رسول ﷺ کی زیارت لوگ حج کے طفیل میں کرتے اور رب تعالیٰ کو پسند نہیں آیا کہ طفلی زیارت ہو بلکہ منظور یہ ہے کہ وہاں کے لئے شدر حال کے لئے تین سو میل کا سفر کرو پیہ خرچ کرو صعبت سفر اٹھاؤ اور اُن کے ارادے سے جاؤ تاکہ جو ارادہ نہ رکھے وہ وہاں پہنچ بھی نہ سکے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔

فرشتوں نے غسل دیا : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ اے ایمان والو ! جب اللہ و رسول تمہیں بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہو جاؤ اسلئے کہ یہ رسول ﷺ تمہیں زندگی دیتا ہے لِمَا يُحْيِيكُمْ اسلئے کہ رسول ﷺ تمہیں وہ دیتا ہے جو تمہارے لئے حیات بخش ہے۔

حضرت حظلہ رضی اللہ عنہ جن کو آپ غلیل المائکہ کہتے ہیں۔ مغلول المائکہ کیا بات تھی رات کے وقت اُن کے کان میں ایک آواز آتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا منادی جہاد کے لئے پکار رہا ہے اور اس وقت یہ ایسے عالم میں تھے کہ غسل کرنا ضروری تھا مگر سوچا کہ اگر غسل کرنے میں لگ گیا تو قہیل میں تاخیر ہو جائے گی بغیر غسل کے شریک جہاد ہو گئے اور جب شریک جہاد ہو گئے اور وہاں پہنچے تو شہید بھی ہو گئے۔ جب نعشیں تلاش کی گئیں اور حضرت حظلہ رضی اللہ عنہ کی لاش ملی تو دیکھا پانی کے قطرے گر رہے ہیں۔ سر کا رسول ﷺ نے بتایا کہ اُن

کو غسل کی ضرورت تھی مگر جب میری آواز اُن کے کان تک پہنچی تو یہ غسل کئے بغیر دوڑ پڑے تو اُن کو ملائکہ نے غسل دیا ہے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ۔ رسول ﷺ کے حکم پر قربان ہونے اور ادب کرنے والے کو ملائکہ نہلا رہے ہیں گھر میں اگر وہ نہاتے تو اپنے پانی سے نہاتے، اپنے ہاتھوں سے نہاتے کچھ تاخیر بھی ہو جاتی اور جب تاخیر ذرہ برابر نہ کی تو ملائکہ نے نہلایا اور میں نہیں کہہ سکتا کوڑ سے نہلایا کہ سبیل سے نہلایا، میں نہیں کہہ سکتا کہ تسنیم سے نہلایا کہ کس چیز سے نہلایا، بہر حال ملائکہ نے نہلایا۔ دیکھا آپ نے یہ ہے رسول کے حکم پر دوڑنے والوں کا انجام و نتیجہ۔

نماز کی حالت میں دوڑ پڑو : صحابی رسول ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے ہیں سرکار ﷺ نے آواز لگائی تو انہوں نے نماز جلد ختم کی اور حاضر ہوئے حضور ﷺ نے پوچھا دیر کیوں کر دی؟..... کتنا معقول جواب تھا کہ نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا؟ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ اِذَا دَعَاکُمْ ﴿ اے ایمان والو ! جب اللہ و رسول تمہیں بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہو جاؤ۔ نماز کا بھی عذر نہ سنا جائیگا اللہ و رسول نے جب بلایا تو تجھے نماز کے حال میں دوڑ پڑنا چاہئے۔ اسی لئے علماء کیا فرماتے ہیں اگر رسول ﷺ بلائیں کسی نمازی کو تو فوراً اُس کو چاہئے کہ حاضر ہو جائے مثلاً اگر دو رکعت اُس کو پڑھنا ہے ایک پڑھ چکا ہے جب بھی وہ وہاں سے چلے بیچ میں کسی سے بات نہ کرے اور رسول ﷺ کے پاس جائے جا کر اُن سے گفتگو بھی کرے اور رسول ﷺ جو اُس کو حکم دیں کہ جاؤ باز اُسے تم یہ کام کر آؤ مثلاً تو وہ بھی جا کر آئے اور بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہو جائے پھر وہاں سے جب سرکار ﷺ واپس کرویں تو پلٹ کر آئے، آنے کے بعد ایک رکعت پڑھ چکا تھا تو ایک اور پڑھ لے ابھی تک وہ نماز ہی میں تھا۔ اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ۔ ارے اُس کی نماز کیسے ٹوٹ سکتی ہے قبلہ سے رخ ضرور پھرا تھا کعبے سے رخ ضرور پھرا تھا مگر کعبے کے قبلہ کی طرف پھرا تھا بات اُس نے ضرور کی تھی مگر اُس سے کی تھی جس

پر نماز میں سلام بھیجتا واجب ہے۔ تو اب بھلا تلاؤ اُس کی نماز کیسے ٹوٹ سکتی ہے اور غور کر دو کہ اگر دو رکعت ہم پڑھتے تو دو منٹ میں ہو جاتی۔ رسول ﷺ نے اپنے طرف بلا لیا تو دو منٹ والی نماز کتنی لمبی ہو گئی اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وقرضی بان تصلی علیہ۔ اے ایمان والو ! جب اللہ در رسول تمہیں بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہو جاؤ۔ اس آیت نے اس بات پر نص کر دیا کہ رسول ﷺ کی پکار خدا کی پکار ہے رسول ﷺ کا بلانا خدا کا بلانا ہے تو اب جس خدا کی تم نماز پڑھ رہے ہو اسی خدا کا رسول (ﷺ) ہی تو بلا رہا ہے اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وقرضی بان تصلی علیہ۔

قرآن نے کسے مردہ کہا ؟

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ اے ایمان والو ! جب اللہ در رسول تمہیں بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ (بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہو جاؤ) اسلئے کہ یہ رسول ﷺ تمہیں زندگی دیتا ہے لِمَا يُحْيِيكُمْ اسلئے کہ رسول ﷺ تمہیں وہ دیتا ہے جو تمہارے لئے حیات بخش ہے۔ مردوں کو بھی زندہ کرتا ہے اور زندوں کو بھی زندہ کرتا ہے کتنے ہیں جو اپنے آپ کو زندہ کہتے ہیں مگر ہیں بالکل مردہ، چلتے پھرتے مردہ۔ ﴿هُمْ بُكُمْ عُمَىٰ فَهُمْ لَا يَنْزِعُونَ﴾ یہ بہرے یہ اندھے ہیں یہ گونگے ہیں۔ ابو جہل کان رکھ کر بہرا تھا، آنکھ رکھ کر اندھا تھا، زبان رکھ کر گونگا تھا۔ قرآن کا فیصلہ ہے کہ دیکھنے والی آنکھ بھی اندھی ہوتی ہے، سننے والا کان بھی بہرا ہوتا ہے، بولنے والی زبان بھی گونگی ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ آنکھ ضرور رکھتے ہیں مگر حق نہیں دیکھتے، اس لئے یہ اندھے ہیں۔ یہ کان ضرور رکھتے ہیں مگر حق نہیں سنتے، اس لئے یہ بہرے ہیں۔ زبان رکھتے ہیں مگر حق نہیں بولتے، اس لئے یہ گونگے ہیں۔ تو مجھے کہنے دو کہ یہ جان رکھتے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ پہ قربان نہیں کرتے، اس لئے یہ مردہ ہیں۔ قرآن مجید نے صاف لفظوں میں انہیں مردہ فرمایا ہے ﴿إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ﴾ اے حبیب ﷺ ! آپ ان مردوں (کافروں) کو نہیں سنا سکتے۔ مردوں

(کافروں) کو منوانہیں سکتے۔ یہی ہیں چلتے پھرتے مردہ۔ کان رکھ کر بہرے، آنکھ رکھ کر اندھے، زبان رکھ کر گوشت اور جان رکھ کر کے مردہ۔ واقعی جب مردہ ہیں تو مردوں کی خاصیت پیدا ہوگئی۔ دیکھو زندے ایک دوسرے کو تھخہ پیش کرتے ہیں..... ہم نے آپ کو کوئی تھخہ پیش کیا اور آپ نے ہم کو کوئی تھخہ دیا، یہ زندوں کا طریقہ ہے۔ الحمد للہ ہم سب زندہ اور ہمارے سب جانے والے بھی زندہ۔ یہاں سے ایصال ثواب کا تھخہ جاتا ہے اور ادھر سے اُن کے فیوض و برکات آتے ہیں۔ زندے زندوں کو دے رہے ہیں مگر مردہ نہ لینا جاتا ہے نہ دینا جاتا ہے۔ اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔

اب تم اس راز کو سمجھ لو۔ وہ کہتے ہیں مت بھیج، مت بھیجو۔ سوچتے ہیں کہ ہم اپنے والے کو تو بھیج ہی نہیں پاتے تو یہ لوگ بھی اپنے والے کو نہ بھیجیں۔ اُن سے کہنا کہ تم نہیں بھیج کر ٹھیک ہی کہتے کہ ادھر والے بھی مردہ، اور تم بھی مردہ۔ مردہ، مردے کو نہیں دیتا۔ ہم زندہ، زندے کو دے گا اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔ ﴿لَمَّا يُخَيِّطُكُمْ﴾ یہ رسول ﷺ کی زندگی دیتا ہے۔ کیا تم اس پیارے واقعے کو فراموش کر دو گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لشکر آگے آگے جا رہا ہے فرعون پیچھے پیچھے تعاقب کر رہا ہے حضرت جبریل علیہ السلام گھوڑے پر جا رہے ہیں جہاں پر حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کی ٹاپ پڑ رہی ہے وہاں بنریاں آگ رہی ہیں۔ (بنی اسرائیل کے ایک شخص) سامری نے اُس جگہ کی خاک اٹھالی ہے جہاں جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کی ٹاپ پڑ رہی ہے اور پھر ایک سونے کا چھڑا بنایا اور اس خاک کو اس کے منہ میں ڈال دیا تو چھڑے کے اندر زندگی پیدا ہوگئی۔ اب بتاؤ یہ زندگی کہاں سے آئی؟ سب بتاؤ۔ یہ اسباب کی دنیا ہے یہ دسائل کی دنیا ہے دینے والا خدا ہے مگر ذریعہ تلاش کرو۔ حضرت جبریل علیہ السلام کا جہاں قدم پڑا اُس خاک میں زندگی آگئی اور وہ خاک کی زندگی ایسی زندگی تھی جس نے چھڑے کو زندگی دیدیا۔ گھوڑے کے ٹاپ کے اندر کہاں سے زندگی آئی؟ حضرت جبریل علیہ السلام اس پر بیٹھے تو گھوڑے کے ٹاپ کے اندر زندگی آئی، پھر زندگی نے ذرے کو زندہ کیا، اور ذروں

نے سامری کے پھڑوں کو زندہ کر دیا۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کی ٹاپ کے اندر زندگی بخشے کی طاقت خدا نے دی ہے تو یہ جبرئیل علیہ السلام وہی تو ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر پیشانی ٹیک دی تھی۔ اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔ اور مجھے کہئے دو کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے زندگی رسول ﷺ سے لی اور اب زندگی دے رہے ہیں۔

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر ہر حق سوئے غریباں یک نظر
ادب گاہست زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

☆☆☆☆☆

حضور ﷺ زندگی بخشے ہیں : اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنی صفات کا مظہر کامل بنا دیا۔ نبی کریم ﷺ تم کو زندگی بخشے ہیں۔۔۔ مردہ کو زندہ کے دل کو جان کو خیالات کو زندہ فرمانے والے ہیں اور کیوں نہ ہوں جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جسم لگا گھوڑی سے گھوڑی کا خاک سے اور خاک پڑی بے جان پھڑے کے منہ میں وہ زندہ ہو گیا اسی لئے اس کو روح الامین کہتے ہیں کیونکہ اُن سے روح ملتی ہے اور حضور ﷺ کی نظروں میں ہزار ہا جبریلی طاقتیں ہیں تو اُن کے اشارے سے مُردے بھی زندہ کیوں نہ ہوں۔

مدارج النبوۃ میں بہت سے ایسے واقعات لکھے ہیں جن میں حضور ﷺ نے مردوں کو زندہ فرمایا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر حضور ﷺ کی دعوت تھی انہوں نے بکری ذبح کی۔ اُن کے بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو ذبح کر دیا اور ذبح کر کے والد کے ڈر سے چھت پر بھاگ گیا۔ وہاں سے پاؤں پھیلا تو وہ بھی گر کر مر گیا۔ جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے دونوں بچوں کی نعشوں کو چھپا دیا تاکہ دعوت میں حرج نہ ہو جب کھانے پر حضور ﷺ نے تشریف رکھا تو فرمایا کہ جابر اپنے بچوں کو بلاؤ۔ ہم اُن کے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارے واقعہ عرض کیا تب حضور ﷺ نے اُن کو زندہ فرمایا اور ساتھ کھانا کھلایا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ایک دعوت میں دسترخوان سے حضور ﷺ نے ہاتھ پونچھ لیا۔ اس کے بعد جب کبھی وہ دسترخوان میلا ہو جاتا تھا تو اس کو چلتے ہوئے تور میں ڈال دیتے تھے وہ اس میں نہ جلتا تھا بلکہ صاف ہو جاتا تھا۔

امام یحییٰ نے دلائل الموت میں روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو دعوتِ اسلام دی۔ اُس نے جواب دیا کہ میں آپ پر ایمان نہیں لاتا، یہاں تک کہ میری بیٹی زندہ کی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کی قبر دکھا۔ اُس نے آپ کو اپنی بیٹی کی قبر دکھائی تو آپ نے اس لڑکی کا نام لے کر پکارا۔ لڑکی نے قبر سے نکل کر کہا: لبیک وسعدیک۔ نبی ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتی ہے کہ دنیا میں پھر آجائے؟ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم ہے اللہ کی۔ میں نے اللہ کو اپنے والدین سے بہتر پایا اور اپنے لئے آخرت کو دنیا سے اچھا پایا۔

حافظ ابو نعیم نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہما کی روایت سے نقل کیا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کا چہرہ متغیر پایا۔ اس لئے وہ اپنی بیوی کے پاس واپس آئے اور کہنے لگے: میں نے نبی ﷺ کا چہرہ متغیر دیکھا ہے۔ میرا گمان ہے کہ بھوک کے سبب سے ایسا ہے۔ کیا تیرے پاس کچھ موجود ہے؟ بیوی نے کہا: اللہ کی قسم! ہمارے پاس یہ بکری اور کچھ بچا ہوا توشہ ہے۔ پس میں نے بکری کو ذبح کیا، اور اُس نے دانے نہیں کر روٹی اور گوشت پکایا، پھر ہم نے ایک پیالہ میں ٹرید بنایا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا۔ آپ نے فرمایا اے جابر اپنی قوم کو جمع کرلو۔ میں اُن کو لے کر آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے فرمایا: اُن کو میرے پاس جدا جدا جماعتیں بنا کر بھیجے رہو۔ اس طرح وہ کھانے لگے۔ جب ایک جماعت سیر ہو جاتی تو وہ نکل جاتی اور دوسری آتی۔ یہاں تک کہ سب کھا چکے اور پیالے میں جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: کھاؤ اور ہڈی نہ توڑو۔ پھر آپ نے پیالے کے وسط میں ہڈیوں کو جمع کیا، ان پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا۔ پھر آپ نے کچھ کلام پڑھا۔ جسے میں نے نہیں سنا۔ ناگاہ وہ بکری کان جھاڑتی اٹھی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ اپنی بکری لے جا۔ پس میں اپنی بیوی کے پاس آیا وہ بولی یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم یہ ہماری بکری ہے۔ جسے ہم نے ذبح کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے دعا مانگی۔ پس اللہ نے اسے زندہ کر دیا۔ یہ سن کر میری بیوی نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

غزوہ خیبر کے بعد سلام بن محکم یہودی کی زہبہ نے بکری کا زہر آلود گوشت آنحضرت ﷺ کی

خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا۔ آپ اُس میں سے بازو اٹھا کر کھانے لگے وہ بازو بولا کہ مجھ میں زہر ڈالا گیا ہے۔ وہ یہودیہ طلب کی گئی۔ تو اُس نے اعتراف کیا کہ میں نے اس گوشت میں زہر ملایا ہے۔ یہ معجزہ مروے کے زندہ کرنے سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ یہ میت کے ایک جزو کا زندہ کرنا ہے۔ حالانکہ اس کا بقیہ جو اس سے مفصل تھا مردہ ہی تھا۔

آنحضرت ﷺ کے والدین کا آپ کی خاطر زندہ کیا جانا اور اُن کا آپ پر ایمان لانا بھی بعض احادیث میں وارد ہے۔ علامہ سیوطی نے اس بارے میں کئی رسالے تصنیف کئے ہیں اور دلائل سے اُسے ثابت کیا ہے۔ جزاء اللہ عنہما خیر الجزاء۔

حضور ﷺ کے توسل سے بھی مروے زندہ ہو گئے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک جوان نے وفات پائی۔ اس کی ماں اندھی بڑھیا تھی۔ ہم نے اس جوان کو کفنا دیا اور اس کی ماں کو پرسہ دیا۔ ماں نے کہا 'کیا میرا بیٹا مر گیا ہے۔ ہم نے کہاں۔ ہاں۔ یہ سن کر اس نے یوں وعاما گئی یا اللہ اگر تجھے معلوم ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے نبی کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو ہر مشکل میں میری مدد کرے گا تو اس مصیبت کی مجھے تکلیف نہ دے۔ ہم وہیں بیٹھے تھے کہ اس جوان نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھا دیا اور کھانا کھایا اور ہم نے بھی اس کے ساتھ کھایا۔ (سیرت رسول عربی۔ علامہ نور بخش تولی علیہ الرحمۃ)

غرض کہ جانوروں کو، انسانوں کو، پتھروں کو، لکڑیوں کو جان بخشی ہے کنکروں کو جان بخش کر کلمہ پڑھوایا۔ لکڑی فراق میں روئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف مروہ نسانوں کو زندہ کیا، مگر حضور ﷺ نے ان بے جان چیزوں میں جان بخشی۔

☆☆☆☆☆

بے ادبوں کی فہرست : اُس دور کے بے ادبوں میں ایک بڑا بے ادب ولید ابن مغیرہ نے کہا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرَ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ﴾ (حجرات/۶) اے وہ شخص جس پر قرآن اتارا گیا ہے تم یقیناً مجنون ہو۔

ولید ابن مغیرہ کی اس گستاخی کا حضور نبی مکرم ﷺ جواب دے سکتے تھے مگر ارشاد ربانی ہوا کہ

اے محبوب ﷺ اس کتاب کا جواب میں دیتا ہوں تاکہ یہ جواب قرآن مجید میں شامل ہو کر سبحانہ بن جائے ﴿مَا آتَاكَ بِنِعْمَةٍ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ﴾ (قلم/۲) آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔ ﴿وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ﴾ (قلم/۳) اور آپ کے لئے تو بے پایاں اجر ہے ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (القلم/۴) اور آپ تو خلق عظیم پر ہیں۔

پہلے رسول ﷺ کے اوصاف کو رسول کو سنایا اُس کے بعد پھر جس نے مجنون کہا تھا اُس کے دس عیب قرآن نے شمار کرائے۔ ﴿وَلَا تَطْعَمْ كُلَّ يَوْمٍ مِنْهُنَّ﴾ ﴿هَٰذَا مَثَلٌ بَيْنِي وَمَنْ آمَنَ﴾ ﴿غُلِّقَ ذَٰلِكَ زَيْنُمْ﴾ (القلم/۱۳) اے محبوب ایسوں کی بات پر کان مت دھر دایسے کی بات نہ سنو جو پرلے درجہ کا جھوٹا ہے طعنہ باز ہے، پھلخور ہے، بھلائی سے روکنے والا ہے، حد سے بڑھنے والا ہے، بڑا ہی گنہگار ہے، بڑا سخت دل ہے، اور اے محبوب ﷺ اس پر طرہ یہ ہے کہ حرام زادہ ہے۔ (زینم اُسے کہتے ہیں کہ جس کے باپ کا پتہ ہی نہ ہو) دس عیب قرآن مجید نے ولید ابن مغیرہ کے شمار کرائے۔

ایک نکتہ : ولید کے جن عیوب کو گنا یا گیا ہے ان میں بعض عیوب وہ ہیں جس کو ولید تھا جانتا ہے اور بعض عیوب وہ ہیں جس کو ولید کی ماں تھا جانتی ہے ایسے عیب شمار کرائے تو اب یہ صرف عیوب کا شمار کرنا ہی نہیں ہوا بلکہ جواب بھی ہو گیا کہ جس نبی ﷺ کو تو مجنون پاگل کہتا ہے وہ تیرے اس عیب کو بھی جانتا ہے جس کو تیری ماں کے سوائے کوئی نہیں جانتا اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ جو نبی ﷺ اتنا جاننے والا ہوگا وہ نبی ہوگا کہ مجنون ہوگا؟ وہ رسول ہوگا کہ پاگل ہوگا؟ ولید کے عیب بھی شمار ہو گئے اور نبوت کا پرچار بھی ہو گیا۔ نبوت کا پیغام بھی پہنچ گیا۔ نبی کی شان بھی ظاہر ہو گئی۔ ولید ابن مغیرہ اپنی ماں کے پاس گیا۔ اُس نے کہا اے ماں! آج محمد عربی ﷺ میرے دس عیب شمار کئے ہیں (۹) عیب کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں ہیں مگر یہ جو دسواں ہے یہ تو ہی بتا سکتی ہے میرے باپ کا کیا نام ہے بتاتا پڑے گا اور سن لو محمد ﷺ جھوٹ نہیں بول سکتے۔ دیکھا کافر تو سامنے مجنون کہتا ہے اور دل میں یہ خیال بھی رکھے ہے کہ محمد ﷺ جھوٹ نہیں

بول سکتے۔ زبان سے مجنون کہہ رہا ہے مگر سمجھ رہا ہے کہ یہ میری زبان جھوٹ بول رہی ہے محمد ﷺ جھوٹ نہیں بول سکتے۔ اے ماں اگر صحیح نہ بولے گی تو میں تلوار سے تیری گردن اُڑا دوں گا۔ ماں نے اعتراف کیا کہ تیرا باپ بہت ہی کمزور تھا اور دولت مند تھا اسی لئے میں نے یہ سوچا کہ کہیں یہ دولت اُس کے مرنے کے بعد ادھر ادھر منتشر نہ ہو جائے۔ الغرض تو ایک چرواہے کی گناہ کا نتیجہ ہے۔ دیکھا رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے والا اپنے آئینہ میں جو اپنے کو دیکھتا ہے تو کیسا پاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر گستاخ رسول ﷺ کو تحقیق کرنا چاہئے کہ اس کی نسل کا حال کیا ہے۔ بہر حال ماں نے جرم کا اعتراف کر لیا۔ میں ایک بہت ہی عجیب بات آپ کو سنا دیتا ہوں۔ کافر نے کہا محمد ﷺ جھوٹ بول نہیں سکتے۔ تمہیں حیرت ہوگی کچھ ایسے لوگ (دیوبندی مولوی) آج کل ملتے ہیں جو کہتے ہیں خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔ ولید ابن مغیرہ کہہ رہا ہے محمد ﷺ جھوٹ نہیں بول سکتے۔ یہ کیسے کلمہ پڑھنے والے ہیں کہتے ہیں خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے اس سے ایک مسئلہ سمجھ میں آیا جس کو میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھو شرک کس کو کہتے ہیں شرک کہتے ہیں خدا کی جیسی شان ہے ویسی کسی غیر خدا کی شان تم مان لو وہ شرک ہے خدا کی ذات کی طرح کسی دوسرے کی ذات کو مان لو یہ شرک ہے۔ خدا کی صفات جیسی کسی کی صفات تم مان لو۔ الغرض یہ شرک ہے کہ جیسے خدا کی شان ہے ویسے کسی کی شان مان لو شرک ہے۔ اب جبکہ نزدیک خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے اگر اُن کا بھی جھوٹ بولنا ممکن ہے تب تو شرک ہو گیا۔ خدا کا بھی جھوٹ بولنا ممکن اور بندے کا بھی جھوٹ بولنا ممکن تو شرک ہو گیا۔ شرک سے بچنے کی ایک صورت ہے کہ خدا کے جھوٹ بولنے کو یہ ممکن کہیں اور اپنے جھوٹ بولنے کو واجب کہیں۔ اس لئے اگر جھوٹ بولنے کو ممکن کہیں گے تو خدا بندے کی شان ایک ہو جائے گی اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ۔

☆☆☆☆☆

وہابیہ دیوبندیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹ پر قدرت ہے۔ بایں معنی کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے یہ محض باطل ہے اور محال کو ممکن ٹھہرانا، اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے

جبکہ کذب (جھوٹ) تو ایسا گندا اور گھنواٹا عمل ہے جس سے تھوڑی سی ظاہری عزت والا بھی بچتا چاہتا ہے بلکہ حقیر سے حقیر انسان بھی اپنی طرف اس کی نسبت کرتے شرماتا ہے۔ کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کر سکتا ہے؟ مسلمان تو مسلمان کہ اس کے لئے رب تعالیٰ کی امان ہے۔۔۔ معمولی سمجھ والا یہودی اور نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت لکھتا اور کہتا درکنار سنا گوارہ نہ کرے گا۔ جو خدائے قدوس کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے وہ یہودیوں اور نصرانیوں سے بدتر ہے مگر وہابیہ دیوبندیہ میں شرم وغیرت کہاں۔

العظمۃ للہ اگر کذب الہی، خدائے قادر و قیوم کا جھوٹا ہونا ممکن ہو تو اسلام پر وہ طعن لازم آئیں کہ اٹھائے نہ اٹھیں اور کافروں طہدوں کو اعتراض و عناد کی وہ راہیں ملیں کہ مٹائے نہ مٹیں۔ حشر و نشر، حساب کتاب، جنت و نار، ثواب و عذاب کسی پر یقین کی کوئی راہ نہ ملے کہ آخر ان پر ایمان صرف اخبار الہی سے ہے جب اسی میں کذب (جھوٹ) ممکن ہو تو عقل کو ہر صبر الہی میں احتمال رہے گا کہ شاید ٹھیک نہ ہو۔۔۔ والہیاذ باللہ تعالیٰ
☆☆☆☆☆

سنی علماء گالی دیتے ہیں: علماء اہلسنت و جماعت پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ گالی دیتے ہیں۔ کیا کسی کافر کو کافر کہہ دیا تو گالی ہے؟ کسی مشرک کو مشرک کہہ دیا تو گالی ہے؟ کسی منافق کو منافق کہہ دیا تو گالی ہے؟ کسی رجم کو رجم کہہ دیا تو گالی ہے؟ کسی خناس کو خناس کہہ دیا تو گالی ہے؟ اگر یہ سب گالی ہے تو یہ سب قرآن میں ہے پہلے قرآن کی صفائی کر دو جو اخلاق دالی کتاب ہے جو آسانی کتاب ہے جو محیفہ مبارکہ ہے یہ سب الفاظ اسی قرآن میں ہیں۔ اور اگر تم اسی قرآن کو مانتے ہو جس میں یہ سب الفاظ ہیں تو تمہیں ان الفاظ کو گالی کہتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔ کیا خدا نے گالی دی ہے؟ حدیث میں اگر منافقوں کو کلاب النار (جہنم کا کتا) کہا تو کیا رسول ﷺ نے گالی دی ہے؟

لطف کی بات یہ ہے ہم سے کہتے ہیں کہ کافر کو کافر مت کہو۔ مزہ تو یہ ہے کہ کافر کو کافر مت کہو کہنے والے خود کافر کہتے ہیں۔ غور کرو کہتے ہیں کافر کو کافر نہ کہو۔ کس کو کافر نہ کہو؟

کافر کو۔ جناب نے تو کہہ دیا کافر کو کافر۔ اُن سے کہو کہ مسلمان کو مسلمان بھی نہ کہو۔ پوچھا گیا کہ کافر کو کافر کیوں نہ کہیں؟ جواب دیا کہ تجھے کیا خبر کہ مرنے سے پہلے ایمان لے آئے؟ تو اُن سے کہو کہ مسلمان کو مسلمان بھی نہ کہنا، اسلئے کہ تجھے کیا خبر کہ مرنے سے پہلے کافر ہو جائے۔ یہ شریعت پر کتنا بڑا افترا ہے۔ کیا رسول اللہ ﷺ کا یہی پیغام تھا کہ کافر کو کافر نہ کہو۔ اگر یہی پیغام تھا تو رسول اللہ ﷺ نے خود ﴿قل یا ایہا الکافرون﴾ یہ کس کو کہا تھا کافر ہی کو تو کہا تھا۔ ﴿انما المشرکون نجس﴾ مشرکین نجس ہیں۔ یہ کس کو کہا؟ شیطان کہا، کس کو کہا؟ خبیث و خبیثات کے الفاظ قرآن میں کیوں آئے؟ اور میں نے جو آیت سنائی اُس میں تو حرام زادہ تک کہہ دیا، اُس میں زہیم کا لفظ بھی آ گیا۔ معلوم ہو گیا کہ تم ابھی سمجھ ہی نہ سکے کہ گالی کس کو کہتے ہیں۔ کافر کو کافر کہنا گالی نہیں ہے، چور کو چور کہنا گالی نہیں ہے، شرابی کو شرابی کہنا گالی نہیں ہے، بدکار کو بدکار کہنا گالی نہیں ہے۔ جو صفت جس کی ہو، اُس صفت سے اُس کو یاد کرنا گالی نہیں ہے۔ کسی مسلمان کو کافر کہو تو گالی ہے۔ کسی نیک کو بُرا کہو تو گالی ہے۔ جو مصداق ہو اُس مصداق والے کو وہی کہو گے تو گالی نہیں۔ مجھ سے تم یہ ضرور پوچھ سکتے ہو کہ جس کو مردود کہا ہے وہ واقعی مردود ہے کہ نہیں؟ جس کو خبیث کہا ہے وہ واقعی خبیث ہے کہ نہیں؟ یہ سوال تو معقول ہے مگر یہ کہنا تو غلط ہے کہ میں نے گالی دی ہے۔ جب میں ثابت کر دوں کہ واقعی ایسا ہی ہے تو یہ چیز گالی نہیں بنتی جب تم گالی نہ سمجھ سکے تو قرآن کیا سمجھو گے اللہ صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضیٰ بان تصلىٰ علیہ۔

جواب دو کہ قرآن مجید میں جو کچھ ولید ابن مغیرہ کو کہا گیا یہ گالی ہے کہ نہیں؟ اگر اس کو گالی کہو گے تو قرآن مجید کو کیا کہو گے؟ الغرض یہ گالی نہیں ہے اسلئے کہ جس کو ایسا کہا گیا تھا وہ واقعی ایسا ہی تھا۔

ابولہب اور اُس کے بیٹوں کا حشر: ابولہب بے ادبوں کا سردار ہے حضور نبی کریم ﷺ نے جب لوگوں کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی تو ابولہب اور اُس کی بیوی ام جمیل سخت دشمن ہو گئے اور انھوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ستانے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھا، ابولہب اسلام دشمنی میں پیش پیش تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے پیغام حق سنانے کے لئے بلایا تھا اُس

نے کیا کہا تھا تبلك سائر اليوم لهذا جمعنا ہلاکت ہوسارے دن تمہارے اوپر کیا اسی لئے ہمیں اکٹھا کیا تھا۔ غیرت الہی جوش میں آئی اور ابولہب کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے ایک مکمل سورت ﴿تبت يدا ابي لهب وقب﴾ (نوٹ جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہو گیا) نازل ہوئی جس میں ابولہب اور اُس کی بیوی (ام جمیل) کی مذمت (نہائی) کی گئی ہے اور اُن کے دوزخ میں جانے سے مطلع کیا گیا ہے۔ ابولہب نے ایک بار کہا مگر آج چودہ صدی سے ہر نمازی اس پر ہلاکت بھیج رہا ہے اور قیامت تک اس پر ہلاکت برتی رہے گی۔ اُس پر دنیا آج تک لعنتیں بھیج رہی ہے یہ ہوا ابولہب کا عبرت ناک انجام۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت سے پہلے اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے بیٹے حنیہ کے ساتھ کر دیا تھا اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عتبہ کے ساتھ کیا تھا اُس وقت مشرکین سے نکاح جائز تھا حرمت کی آیت نہیں اُتری تھی۔ سورۃ لہب ﴿تبت يدا ابي لهب وقب﴾ کے نازل ہونے پر ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ تم لوگ محمد ﷺ کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دے دو اور اگر نہیں دو گے تو اپنی میراث سے محروم کر دوں گا۔ عتبہ نے صرف طلاق دے دی بارگاہ رسالت ﷺ میں کوئی بے ادبی اور گستاخی نہیں کی تھی اس لئے عتبہ قہر الہی میں مبتلا نہیں ہوا، توبہ کی توفیق سے محروم نہیں ہوا بلکہ فتح مکہ کے دن عتبہ اور دوسرے بھائی معتبہ دونوں نے اسلام قبول کر لیا اور سب اقدس پر بیعت کر کے شرف صحابیت سے سرفراز ہو گئے اور حنیہ نے اپنی خباثت سے چونکہ بارگاہ اقدس میں گستاخی دے بے ادبی کی تھی اس لئے وہ قہر قہار و غضب جبار میں گرفتار ہو کر کفر کی حالت میں ایک خونخوار شیر کے حملہ کا شکار بن گیا۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ)

گستاخ حنیہ کی بے ادبی سے حضور ﷺ کے قلب نازک پر انتہائی رنج و صدمہ گزرا اور جوش غم میں حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل پڑے انسی اسأل اللہ ان یسلک علیک کلہ۔ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تیرے اُد پر اپنا کتا مسلط کر دے۔ اس دُعائے ہلاکت کا اثر یہ ہوا کہ ابولہب اور حنیہ ایک قافلہ کے ساتھ ملک شام کے لئے

بغرض تجارت روانہ ہوئے۔ ابولہب کو حضور نبی کریم ﷺ سے بڑی دشمنی اور عداوت تھی مگر یہ ضرور سمجھتا تھا کہ اُن کی دعائے ہلاکت ضرور لگ کر رہے گی اس لئے اُس نے قافلہ والوں سے کہا کہ مجھے محمد (ﷺ) کی دعائے ہلاکت کی فکر ہے سب لوگ ہماری خبر رکھیں، چلتے چلتے ایک منزل پر پہنچے وہاں ورنہ بے بہت زیادہ تھے لہذا حفاظتی تدبیر کے طور پر یہ انتظام کیا کہ تمام قافلہ کا سامان ایک جگہ جمع کر کے ایک ٹیلہ بنا دیا اور پھر اس کے اوپر حبیہ کو سلا دیا اور تمام آدمی اُس کے چاروں طرف سو گئے مگر ایک شیر آتا ہے سونے والے کے ہر ایک کے منہ کو سونگھتا ہے سونگھنے کے بعد اندر گیا اس نے عقبہ کے منہ کو سونگھا اور چیر پھاڑ کر برابر کیا اور چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کے منہ سے ایسی بو آتی ہے جو جانور بھی پہچانتے ہیں وہاں کافر کی تلاش نہیں تھی گستاخ کی تلاش تھی۔

کاتب وحی کا حشر : ایک شخص ابتداء میں کاتب وحی تھا مگر بعد میں مرتد ہو گیا۔ مرنے کے بعد جب اُس کو دفن کیا گیا تو زمین نے اُٹھا کر پھینک دیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید اصحاب رسول ﷺ نے اُٹھا کر پھینکا ہوگا۔ دوبارہ دفن کیا گیا، زمین نے پھر پھینکا۔ تین چار مرتبہ جب پھینک دیا۔ جس سے ظاہر ہو گیا کہ رسول ﷺ نے جس کو اپنے در سے نکال دیا ہے اُسے زمین بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

گستاخ توبہ کی توفیق سے محروم : سچ ہے باادب بالنعیب۔ بے ادب بے نصیب۔ جو ادب والے ہوتے ہیں وہ تقویٰ والے ہوتے ہیں، اجر عظیم والے ہوتے ہیں، مغفرت والے ہوتے ہیں، صلاح و فلاح والے ہوتے ہیں، کامیابی والے ہوتے ہیں اور جو بے ادب ہوتے ہیں وہ رسوائی والے ہوتے ہیں، ذلت والے ہوتے ہیں، جہنم والے ہوتے ہیں۔

کفر بُری چیز ہے مگر جب کفر، کفر کی حد تک رہے، دشمنی، دشمنی کی حد تک رہے تو امید ہے کہ ایمان کی توفیق مل جائے..... مگر جب کوئی گستاخی کر دیتا ہے تو توبہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ گستاخ اپنے وقت کا کتنا بڑا علامہ کیوں نہ ہو، گستاخی کر کے پھر توبہ نہ کر سکے گا۔ ابلیس جنت کو دیکھ کر مانا، جہنم کو دیکھ کر مانا، عذاب قبر کو دیکھ کر مانا، ملائکہ کو دیکھ کر مانا، سب

چیزیں ابلیس کے مشاہدے میں تھیں، سب کچھ دیکھ چکا تھا۔ جب دیکھ کر ماننے والا نکال دیا گیا تو بے دیکھے ماننے والوں کو نکالنے میں کیا دیر؟ معلوم ہوا کہ گستاخ کو توبہ کی توفیق نہ ہوگی اور توبہ کے بغیر مغفرت نہ ہوگی۔

ابلیس (شیطان) گستاخ تھا، نبی کی عظمت کا منکر تھا، سیدنا آدم علیہ السلام کو مٹی اور بشر کہہ کر تحقیر و تنقیص کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مردود کہہ کر جنت سے نکال دیا۔ ابلیس، اللہ تعالیٰ کے عذاب کی سختی کو جانتا تھا مگر مغفرت نہیں مانگتا تھا، مہلت مانگتا تھا، توبہ نہیں کرتا تھا، اُسے توبہ کرنی چاہیے تھی مگر نہیں کیا۔ معلوم یہ ہوا کہ گستاخ جو ہوا کرتا ہے اُس سے توبہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿انظر کیف ضربوا لك الامثال فضلوا فلا يستطيعون سبيلا﴾ اے محبوب دیکھ یہ تمہاری کیسی کیسی مثالیں لاتے ہیں، کبھی شاعر کہتے ہیں، کبھی ساحر کہتے ہیں، کبھی محرزہ کہتے ہیں، کبھی مجنون کہتے ہیں، کیسی کیسی مثالیں لاتے ہیں، مگر یہ گمراہ ہو گئے ﴿فلا يستطيعون سبيلا﴾ اے محبوب ! یہ لوگ راستے کی طرف پلٹ کر آنے والے نہیں ہیں، اُن سے استطاعت چھین لی گئی ہے۔ بغل میں بخاری ضرور رہے گی، سر پر قرآن بھی رہے گا اگر گستاخی کی ہے تو توبہ نہیں کر سکیں گے، توبہ کی توفیق چھین لی جائے گی۔ فاروق اعظم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دشمن ضرور تھے، گستاخ نہ تھے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دشمن ضرور تھے، گستاخ نہ تھے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ دشمن تھے، گستاخ نہ تھے..... مگر ابو جہل گستاخ تھا، عتیبہ دثیبہ گستاخ تھے، ابولہب گستاخ تھا، عقبہ ابی معیط گستاخ تھا، ولید ابن مغیرہ گستاخ تھا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ جو ابو جہل کے بیٹے تھے، دشمن تھے مگر گستاخ نہ تھے۔ باپ گستاخ تھا، بیٹا گستاخ نہ تھا۔ بیٹا مومن ہوا، باپ رہ گیا۔ عقبہ دشمن ضرور تھے، گستاخ نہ تھے، بیٹا مومن رہا، لیکن باپ ابولہب گستاخی کی وجہ سے کافر رہا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے دشمن اسلام ضرور تھے لیکن گستاخ رسول کبھی نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کی توفیق نصیب فرمائی، ہدایت کا دروازہ کھول دیا۔

ابو جہل گستاخ رسول تھا اس سے توبہ کی توفیق چھین لی گئی تھی، گستاخ رسول کے لئے ہدایت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ ہدایت اور مغفرت کی دعا بھی گستاخ رسول کے حق میں مستجاب نہیں ہو سکتی۔ گستاخ رسول کو عزت و عظمت، شان و شوکت کی زندگی نصیب نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ ذلت و رسوائی کی عبرتناک زندگی گزارتا رہے گا۔ گستاخ رسول کے لئے اللہ تعالیٰ جبار و قہار ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں کتاب 'مغفرت الہی بوسلۃ النبی ﷺ')

ایک عاشق رسول ﷺ کا جواب: اگر تم اسلام کی شان و شوکت، بلند یوں اور رفعت کو سمجھنا چاہتے ہو تو تمہیں بانی اسلام محمد رسول اللہ ﷺ کی شوکت کو سمجھنا پڑے گا۔ مکان کی عظمت یکین کی عظمت ہوتی ہے اگر یکین بڑا ہوتا ہے تو مکان بھی بڑا ہوتا ہے۔ کعبہ بڑا اس لئے ہے کہ بیت اللہ ہے۔ گنبد خضریٰ عظیم اس لئے ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا مکان ہے۔ اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب چند مذاہب کے افراد مثلاً یہودی، عیسائی اور اہل ہنود تمہارے سامنے کھڑے ہوں گے اور ایک ہندو کہہ رہا ہے کہ ہمارے رہنما کا حال تم پوچھنا چاہتے ہو۔ ہم جس کو رام اور لکشمن کہتے ہیں اُس کی توانائیوں کو سمجھو اُس نے ایک بہت بھاری کمان کے دو ٹکڑے کر دیے۔ عیسائی بولے گا کہ ہم جس کو نبی مانتے ہیں وہ ایسا نبی تھا جس نے مُردوں کو زندہ کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے کا ادعا کرنے والے یہودی بولیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال یہ ہے کہ انہوں نے پتھروں سے چشمہ جاری کر دیا، کوہ طور پر کلام کیا۔ سب اپنے مرکز عقیدت کی تعریف کر رہے ہیں۔ بولوا اے مسلمانوں! اُن کے مقابلے میں اگر تمہیں بولنا پڑے گا تو تم کیا بولو گے؟ کیا یہی بولو گے کہ ہمارا نبی تمہاری طرح ہے ہماری نبی تو مر کے مٹی میں مل گیا ہے۔ ہمارا نبی تو پیٹھ کے پیچھے کی خبر نہیں رکھتا۔ ایسا جب تم کہو گے تو وہ کہیں گے پھر تو ہمارے اچھے ہیں تمہارے سے۔ السلام

صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ۔
ایسے موقع میں مجھے بولنا پڑا تو میں کہوں گا اے دھنش کے توڑنے والے، تو نے اسی دنیا کی مادی دھنش کو توڑا اور پوری طاقت سے توڑا، اور میرے رسول ﷺ نے تو چپکتے ہوئے

چاند کو توڑا اور ایک اشارے سے توڑ دیا اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ۔ اے حضرت مسیح (علیہ السلام) کا کلمہ پڑھنے والو! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کیا، بڑا معجزہ ہے مگر انہوں نے مردوں کو زندہ کیا اور مردہ اسی کو کہتے ہیں جس میں رُوح کی صلاحیت ہو اور رُوح نہ ہو۔ اُس کو مردہ نہ کہیں گے جس میں رُوح کی صلاحیت ہی نہ ہو۔ تو حضرت مسیح نے مردوں کو زندہ کیا یعنی نکلی ہوئی رُوح کو پلٹا یا اور میرے رسول ﷺ نے تو بے رُوح کنگریوں میں رُوح ڈال دی اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ۔

اگر حضرت کلیم نے پتھروں سے پانی نکالا تو میرے رسول ﷺ نے انگلیوں کی گھائیوں سے پانی نکالا۔ اگر حضرت کلیم کو کوہ طور پر شرفِ کلم ملا تو میرے رسول ﷺ کو عرشِ عظیم پر شرفِ کلم ملا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ یا د کرنے والو! یاد رکھنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے قانون تھا اے موسیٰ کچھ کہنا ہے تو طور پر آؤ۔ اے موسیٰ کچھ لینا ہے تو طور پر آؤ۔ اے موسیٰ کچھ کہنا ہے تو طور پر آؤ۔ اے موسیٰ کچھ سننا ہے طور پر آؤ۔ اے موسیٰ کچھ معروضہ پیش کرنا ہے طور پر آؤ مگر حبیب ﷺ کا معاملہ تھا اے حبیب ﷺ تمہیں کچھ کہنا ہے طور پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اے نبی ﷺ صفا مردہ پر بھی آنے کی ضرورت نہیں۔ جمل رحمت پر بھی جانے کی ضرورت نہیں۔ کعبہ میں بھی آنے کی ضرورت نہیں۔ مسجد حرام میں بھی آنے کی ضرورت نہیں، بیت المقدس میں بھی جانے کی ضرورت نہیں۔ اے محبوب ﷺ تمہیں کچھ کہنا ہو تو زبان بھی ہلانے کی ضرورت نہیں، نظریں اٹھاؤ تو قبلہ بدل دیا جائے گا اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں خردوا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
اگر خموش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے جو کچھ کہا تو تیرا حسن ہو گیا محدود

وَإِخْرُجْنَا مِنَ الْخَنَدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

وَصَلِّ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

مطبوعات شیخ الاسلام اکیڈمی

تاجدار اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

۲۰/	عقلمند مصلحتی ﷺ	۲۰/	محبت رسول شرط ایمان	۱۸/	رسول اکرم ﷺ کے شرعی اختیارات
۲۰/	حبیب نماز	۲۰/	النبی الامی ﷺ	۳۰/	اسلام کا نظریہ عبادت / تصور الہ
۲۰/	اجماع نبوی ﷺ	۲۰/	فضیلت رسول ﷺ	۵۵/	دین اور اقامت دین
۲۰/	تفسیر سورۃ الفتحی	۲۰/	رحمت عالم ﷺ	۲۰/	عظیم نسبت و تہکات
۲۰/	معراج عہدیت	۱۵/	عرفان اولیاء	۲۰/	محبت الہیہ رسول ﷺ
۲۰/	ایمان کامل	۲۰/	غیر اللہ سے مدد !	۲۰/	حقیقت نور محمدی ﷺ

عطاءے غوث العالم امیر کشور خطابت غازی ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی

۳۰/	سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۲۰/	شیعہ مذہب	۲۰/	لغیر موت و حیات
۲۵/	طائفت دیوبند	۲۵/	تاجدار رسالت ﷺ	۲۰/	فضائل ورود و سلام

خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی

۵۰/	صحیح طریقہ عمل	۱۵/	طریقہ فاتحہ	۲۵/	صحیح طریقہ نماز
۱۵/	مسائل امامت	۲۰/	احکام میت	۸/	باد کا قرآنی علاج / آیات شفاء
۱۰/	نماز جنازہ کا طریقہ	۱۵/	قربانی اور عقیقہ	۲۰/	صحابہ کرام اور شرعی شہادت

محمد یحییٰ انصاری اشرفی

۱۰۰	سنی بھتی زبور اشرفی	۱۰۰	حقیقہ توحید	۱۰۰	شرح اسماء الحسنی باری تعالیٰ مزوجل
۳۰	عورتوں کا حج و عمرہ	۵۰/	حقیقہ شرک	۲۵/	فضائل لَحْوَلْ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
۸/	آیات حفاظت	۳۰/	اللہ تعالیٰ کی کبریائی	۳۰/	شیطان و سواس کا قرآنی علاج
۸/	میاں بیوی کے جھگڑوں کا توڑ	۱۰۰	شانِ مصطفیٰ ﷺ	۸/	استحارہ (مشکلات سے چمکارہ)
۲۵	گناہ اور عذاب الہی	۲۵	سنت و بدعت	۸/	قوتِ حافظہ اور امتحان میں کامیابی
۳۵	حضور ﷺ کی صاحبزادیاں	۸۰	امہات المؤمنین	۸/	ضدی اور تا فرمانِ اولاد کا علاج
۱۵	جماعتِ الجہدیت کا فریب	۸/	قرض سے چمکارہ	۱۰/	نورانی راتیں (لمازیں اور دعائیں)
۱۵	الجہدیت اور شیعہ مذہب	۸/	ظہر بد کا توڑ	۸/	شادی میں رکاوٹ اور اُس کا علاج
۲۵	جماعتِ الجہدیت کا نادرین	۲۰/	توبہ و استغفار	۱۵/	جماعتِ اسلامی اور شیعہ مذہب
۲۵	معفرت الہی بوسلیمت الہی ﷺ	۱۵/	اسلامی نام	۱۵/	ویدہ اور وئی وی کا شرعی استعمال
۲۵	عبدیتِ مصطفیٰ ﷺ	۲۰/	سید الانبیاء ﷺ	۲۰/	تبلیغی جماعت کی ایکسرے رپورٹ
۸/	آیاتِ رزق	۲۰/	برکاتِ نام محمد ﷺ	۲۵/	شہادتِ توحید و رسالت

۱۰/	۱۵/	۸/	۱۰/	۳۵
قرآن مجید کے حلاوت جنوں کی نشاندہی	معاذ پرکرام اور تقسیم رسول	مکدہ تر دور	Durood Shareef	تسمیہ و غیبی مع یازده اسما

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلیہ روہ۔ حیدرآباد (9848576230)